ماہنامہ
خالد
احمدی نوجوانوں کیلئے
مدیر
اسفندیار منیب
اپریل 2002ء

بھیج درود اس محسن ﷺ پر تو دن میں سو سو بار

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

''حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے دن رات جو اپنے لئے اور امت کے لئے، قیامت تک کے لئے دعائیں مانگی ہیں...... زندگی کے ہر پہلو کو گھیرے ہوئے ہیں۔ سونا، جاگنا، اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، کوئی بھی تو پہلو ایسا نہیں جس پہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے دعائیں نہ مانگی ہوں اور دعائیں نہ سکھائی ہوں۔ پس دل میں بس یہی آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر قیامت تک درود بھیجتے رہیں۔ یعنی آپ تو قیامت تک نہیں رہیں گے مگر آپ کے درود قیامت تک آنحضرت ﷺ کے لیے جاری رہیں اور جتنی آپؐ نے امت کے ہمّ و غم میں دعائیں مانگی ہیں اسی ہمّ و غم کے ساتھ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنا چاہیے اور اسی کثرت سے بھیجنا چاہئے۔ اگر ساری زندگی بھی درود میں گذر جائے تو یہ بھی کوئی ایسی جزا نہیں ہوگی جو آنحضرت ﷺ کے حسن و احسان کے بدلہ میں دی گئی ہو بلکہ حسن و احسان کا بدلہ اتارنے کے لیے کوشش ہوگی، ایک کمزور کوشش جسے اللہ قبول فرمائے اور ہماری بگڑیاں بھی سنور جائیں۔ قیامت تک کے لئے جماعت احمدیہ کو آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کا ثمرہ ملتا رہے''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26 مئی 2000ء)

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر

کِس قدر ظاہر ہے نُور اُس مبدأ الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالَم آئینہ اَبصار کا

چاند کو کل دیکھ کر مَیں سخت بے کل ہوگیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اُس میں جمالِ یار کا

اُس بہارِ حُسن کا دِل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے تُرک یا تاتار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشہ ہے تری چمکار کا

تو نے خود رُوحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اُس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا

کیا عجب تو نے ہر اک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اَسرار کا

تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

خوبرویوں میں ملاحت ہے، ترے اس حسن کی
ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اس ترے گلزار کا

چشمِ مستِ ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہوگئے سَو سَو حجاب
ورنہ تھا قبلہ ترا رُخ کافر و دیندار کا

ہیں تری پیاری نگاہیں دِلبرا اِک تیغ تیز
جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اغیار کا

تیرے ملنے کے لئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر دَرماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا

ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہوجائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

(درثمین)

اپریل 2002ء شہادت 1381 ھش

جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	سوموار	اتوار	ہفتہ
5	4	3	2	1		
12	11	10	9	8	7	6
19	18	17	16	15	14	13
26	25	24	23	22	21	20
			30	29	28	27

صرف احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ خالد

جلد نمبر 49 شمارہ نمبر 4

اپریل 2002ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قیمت ۱۰ روپے ..... سالانہ ۱۰۰

مدیر
اسفند یار منیب

نائبین
منصور احمد نور الدین - فرید احمد ناصر

معاونین
احمد طاہر مرزا - میر انجم پرویز

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر
پیج لے آؤٹ: شیخ نصیر احمد
پبلشر: قمر احمد محمود
مینیجر: سلطان احمد خالد
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ)
مقام اشاعت: ایوان محمود دار الصدر جنوبی

ادا ریہ

الطہور شطر الایمان

صفائی ایمان کا حصہ ہے

لطیف ماحول، لطیف سوچ کو جنم دیتا ہے اور سوچ کی لطافت عمل کی پاکیزگی کا سبب بنتی ہے۔ کثیف ماحول کثافت کو جنم دیتا ہے جو سوچ کو پراگندہ اور رویّوں کو گندہ کر دیتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ نے جہاں روحانی نظافت وطہارت پر زور دیا ہے وہاں ظاہری صفائی اور پاکیزگی پر بھی مداومت اختیار کرنے کی بابت تاکیدی احکامات عطا فرمائے ہیں۔ جن کی پابندی اور پاسداری ایک حقیقی مومن کے لئے بہت ضروری ہے۔ چنانچہ جہاں ہمیں ذاتی صفائی کا خیال رکھنا چاہیے وہاں اپنے گھروں اور گھروں سے باہر کے ماحول کو بھی صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

یقیناً صفائی ایک ایسا اعلیٰ وصف ہے جو انسانی شخصیت کا آئینہ اور گھریلو ماحول کا بہترین عکاس ہے۔ اس لئے پاکیزگی اختیار کرنا اور اسے جزو ذات بنانا ازبس ضروری ہے اور خاص طور پر احمدیوں کو کہ جو اس وقت باطنی طہارت اور صفائی قلب کے لحاظ سے ایک قابل رشک مقام پر فائز ہیں ظاہری صفائی کے لحاظ سے بھی ایک نمونہ ہونا چاہیے اپنی ذات، گھر اور ماحول کے اعتبار سے۔ خصوصاً اہل ربوہ کو تو اس میدان میں سب سے ممتاز اور بے مثال ہونا چاہیے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ارشاد کے مطابق ربوہ کو ایک غریب دلہن کی طرح سجانا اور صفائی کا اتنا اہتمام کرنا چاہیے کہ کسی کو اس مقدس بستی سے کوئی کانٹا بھی نہ چبھے اور اس میں کچھ زیادہ محنت نہیں لگتی، بس توجہ کی ضرورت ہے۔ آپ کی توجہ یقیناً سارے ماحول کو خوبصورت بنا دے گی ایک مشہور مقولہ ہے کہ آپ اپنے گھر کو صاف ستھرا رکھیں سارا ملک صاف ہو جائے گا۔ تو آیئے آغاز کریں اپنی ذات سے، اپنے گھر سے......

ہم آن ملیں گے متوالو......

ہم آن ملیں گے متوالو - بس دیر ہے کل یا پرسوں کی
تم دیکھو گے تو آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی دید کے ترسوں کی
ہم آمنے سامنے بیٹھیں گے تو فرطِ طرب سے دونوں کی
آنکھیں ساون برسائیں گی اور پیاس بجھے گی برسوں کی
تم دُور دُور کے دیسوں سے جب قافلہ قافلہ آؤ گے
تو میرے دل کے کھیتوں میں، پھولیں گی فصلیں سرسوں کی
یہ عشق و وفا کے کھیت رضا کے خوشوں سے لَد جائیں گے
موسم بدلیں گے رُت آئے گی ساجن، پیار کے دَرسوں کی
مرے بھولے بھالے حبیب مجھے، لکھ لکھ کر کیا سمجھاتے ہیں
کیا ایک انہی کو دکھ دیتی ہے - جدائی لمبے عرصوں کی؟
یہ بات نہیں وعدوں کے لمبے لیکھوں کی - تم دیکھو گے
ہم آئیں گے جھوٹی نکلے گی لاف خدا ناترسوں کی
دور ہوگی کُلفت عرصوں کی اور پیاس بجھے گی برسوں کی
ہم گیت ملن کے گائیں گے پھولیں گی فصلیں سرسوں کی

(کلام طاہر)

خلق عظیم

(مکرم شفقت احمد قمر صاحب۔ سانگلہ ہل)

خدا تعالیٰ قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ۔

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم (سورۃ القلم۔ آیت ۵)

''تو عظیم خلق پر قائم ہے''

یعنی اخلاق کی تمام قسمیں سخاوت، شجاعت، عدل، رحم، احسان، صدق، حوصلہ وغیرہ سب تجھ میں جمع ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی شریک حیات معلّمہ نصف الدین حضرت عائشہؓ کا یہ بے ساختہ بیان آپؐ کے اخلاق کی عکاسی کرتا ہے کہ :۔''آپ ﷺ کے اخلاق قرآن تھے'' گویا رسول اللہ ﷺ کی کتاب زندگی قرآن شریف کی عملی تفسیر ہے جس کا ورق ورق اخلاق فاضلہ کے چمکتے ہوئے بے مثل موتیوں سے سجا ہوا ہے۔ ہمارے سید و مولا ﷺ کے اخلاق کی عظمت یہ ہے کہ وہ حالات کی تبدیلی اور زمانہ کے انقلاب کے باوجود اپنے حسین جلوے دکھاتے نظر آتے ہیں۔ مشکلات کے پہاڑ اور مصائب کے طوفان اس کوہِ استقامت کو ہلا نہیں سکتے اور فتوحات اور کامرانیوں کے نظارے اس کوہ وقار میں ذرّہ برابر جنبش پیدا نہیں کر سکتے۔ تکلف اور تصنع سے پاک ایسے کامل اور سچے اخلاق میں بلا شبہ خدائی شان جلوہ گر نظر آتی ہے اور ہر صاحب بصیرت انسان کہہ اٹھتا ہے کہ اے آقا ترے روشن و تاباں چہرے میں ایسی شان اور عظمت ہے جو انسانی شمائل اور اخلاق سے کہیں بڑھ کر ہے۔

خادم سے حسن سلوک

خادم رسولؐ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک تھے ایک بار آپؐ نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجا میں نے کہا میں نہیں جاؤں گا لیکن میرے دل میں یہ تھا کہ میں ضرور جاؤں گا۔ (یہ اُس وقت کی بات ہے جب انسؓ ابھی بچے تھے) بہرحال میں چل پڑا اور بازار میں کھیلتے ہوئے بچوں کے پاس سے گذرا اور اُن کے پاس کھڑا ہو گیا آنحضرتؐ تشریف لائے اور پیچھے سے میری گردن پکڑی میں نے مڑ کر آپ کی طرف دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا انس! جس کام کی طرف میں نے تجھے بھیجا تھا وہاں گئے؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ۔ ہاں ابھی جاتا ہوں انسؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے نو (۹) سال تک حضورؐ کی خدمت کی مجھے علم نہیں کہ آپؐ نے کبھی فرمایا ہو کہ تو نے یہ کام کیوں کیا یا کوئی کام نہ کیا تو آپؐ نے فرمایا ہو کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔ (مسلم کتاب الفضائل)

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نصیحت

حضرت معاذ بن جبلؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:۔''جہاں بھی تم رہو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اگر کوئی برا کام کر بیٹھو تو اس کے بعد نیک کام کرنے کی کوشش کرو یہ نیکی اس بدی کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور حسن سلوک سے پیش آؤ''۔ (ترمذی کتاب البر والصلۃ)

روزِ محشر قربِ نبویؐ حاصل کرنے کا طریق

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن تم میں سے سب سے زیادہ مجھے محبوب

اور سب سے زیادہ میرے قریب وہ لوگ ہونگے جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک ہونگے اور تم میں سے سب سے زیادہ مبغوض اور مجھ سے زیادہ دور وہ لوگ ہونگے جو منہ پھٹ، بڑھ بڑھ کر باتیں بنانے والے ہیں۔ منہ پھلا پھلا کر باتیں کرنے والے اور لوگوں پر تکبر جتلانے والے ہیں۔ (ترمذی کتاب البر والصلۃ)

عظیم الشان اخلاق فاضلہ کے اس عظیم محسن ﷺ نے اپنی اس حدیث مبارکہ میں روز قیامت اپنا قرب حاصل کرنے کا طریق بتادیا۔ فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب وہ سعید انسان ہونگے جنہوں نے اخلاق میں ترقی کی ہوگی جو مخلوق خدا کے ساتھ خوش خلقی اور محبت سے پیش آئے ہونگے آج ہر ایک صاحب بصیرت انسان کے لئے موقع ہے کہ وہ ہادی اعظم ﷺ کی عرفان کی بلندیوں کو چھوتی ہوئی اس بات پر عمل کرتے ہوئے قیامت کے دن آپؐ کے سایہ عاطفت میں جگہ لے سکتا ہے۔

اخلاق کریمانہ

آپؐ کے اخلاق کریمانہ آپ کے ہر فعل میں بدرجہ اتم نظر آتے ہیں یہاں تک کہ غزوات جیسے نازک مواقع پر بھی رسول خداؐ اپنے اخلاق فاضلہ کی عمدہ مثالیں اپنے اور غیروں کے سامنے رکھتے ہیں۔ فاتحین عالم کے حالات پڑھ کر دیکھیے کہیں آپ کو آبادیاں ویران اور قلعے مسمار ہوتے نظر آئیں گے تو کہیں انسانی لاشوں کے ڈھیر نظر آئیں گے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے ایسے نازک مواقع پر اپنے عملی نمونہ سے انسانیت کے احترام کا عظیم درس دیا۔ فتح خیبر کے موقع پر قلعہ ناعم کے ایک یہودی سردار نے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر بعض مسلمانوں کی شکایت کی کہ وہ ہمارے جانور ذبح کرکے کھا رہے ہیں اور ہمارے پھل اجاڑ رہے ہیں اور ہماری عورتوں پر سختی کی جا رہی ہے۔ یہ یہودی دشمن ہونے کے باوجود منصف مزاج رسول اللہؐ سے انصاف کی توقع لے کر آیا اور آنحضرتؐ سے اس یہودی کی یہ سچی توقع پوری ہوئی اور نبی کریمؐ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے فرمایا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر یہ اعلان کریں کہ جنت صرف مومنوں کو ملے گی نیز سب کو نماز کے لئے بلانے کا ارشاد فرمایا جب سب جمع ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ قرآن کریم میں حرام کردیا ہے اس کے علاوہ کوئی چیز حرام نہیں مگر یاد رکھو اس کے علاوہ بھی مجھے اوامر ونواہی دیئے گئے ہیں۔ سنو اللہ تعالیٰ تمہیں بلا اجازت اہل کتاب کے گھروں میں داخل ہونے اور ان کے پھل کھانے کی اجازت نہیں دیتا جب کہ وہ اپنا حق ادا کر رہے ہوں جو ان کے ذمہ ہے۔ (زرقانی جلد ۲ صفحہ ۲۲۶)

فتح خیبر کے موقع پر آنحضورؐ کو معلوم ہوا کہ بعض لوگوں نے مال غنیمت کی تقسیم سے قبل خیبر کے کچھ جانور پکڑ کر ذبح کر لئے ہیں۔ اور ان کا گوشت پک رہا ہے آپ نے فوراً وہ ہانڈیاں توڑ دینے اور گوشت کو گرا دینے کا حکم دیا۔ (بخاری کتاب المغازی)

اس طرح آپ نے مسلمانوں کے جذبات، ان کی بھوک اور فاقہ کی قربانی تو دے دی لیکن امانت اور دیانت کے اصول قربان کرنا گوارا نہ کیا۔ فتح خیبر کے موقع پر رسول اللہ کی عظمت اخلاق کا حسین، روشن اور بلند و بالا مینار نظر آتا ہے۔ اس جنگ میں فاتحین عالم کے برخلاف محمد مصطفیؐ کے خلق کی وہ عظیم الشان فتح نظر آتی ہے جو مفتوح قوم کے ساتھ حسن سلوک، عفو، رحم اور احسان سے عبارت ہے۔

خلق وفا

فتح خیبر کے بعد مدینہ واپسی ہوتی ہے۔ مدینہ کے قریب پہنچ کر رسول اللہ کی نگاہیں جب اُحد پہاڑ پر پڑیں تو بے

ساختہ فرمایا ''جبل احد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہمیں اس سے محبت ہے''آج رسول اللہ کو احد کے وہ شہید یاد آئے ہونگے جنہوں نے اسلام اور محمد رسول اللہ کی حفاظت میں اپنی جانیں قربان کی تھیں۔ حضرت محمد ﷺ کی وفا تو دیکھیں۔ وہ فتح کی خوشی میں احد میں اپنے شہید ہونے والے غلاموں کی قربانیوں کو نہیں بھولے میرے آقا و مولا کی وفائیں محبت میں ڈھل کر کہتی ہیں کہ اے احد کے شہیدو! تم پر سلام ہو خدا اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر بہائے گئے تمہارے خون رنگ لائے ہیں اور آج تمہارا آقا ایک عظیم الشان فتح یعنی (فتح خیبر) سے واپس لوٹتے ہوئے تمہیں اپنی محبت کا تحفہ پیش کرتا ہے۔ قارئین کرام۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ خیبر کے حصن حصین کو توڑنے والا یہ عظیم فاتح جب اپنے شہر مدینہ میں داخل ہوتا ہے تو اس کی زبان پر کیا الفاظ تھے؟ انہوں نے کوئی فخریہ نعرے نہیں لگائے فتح کا کوئی جشن نہیں منایا بلکہ

ایسا نمونہ دکھایا کہ آسمان کے فرشتے بھی آفرین کہتے ہونگے مدینہ پر نظر پڑتے یہ دعا آپ کی وردِ زبان بن گئی۔

اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْن (بخاری کتاب المغازی)

کہ ہم اپنے رب کے حضور رجوع کرتے ہوئے واپس لوٹتے ہیں، ہم ادنیٰ غلام اور عاجز بندے اپنے اس خالق و مالک کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے مدینہ میں داخل ہوتے ہیں۔

اے معلم اخلاق ﷺ! آپؐ پر ہزاروں درود، ہزاروں سلام کہ آپؐ نے اپنے عملی نمونہ سے خلق عظیم کا درس دیا۔ اے صاحب خلق عظیم تیری عظمتوں کو سلام کہ تجھ جیسا نہ کوئی تھا نہ ہے نہ ہوگا۔

رب عظیم کا بندہ اعظم ۔ صلی اللہ علیہ وسلم

ماحول کی صفائی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

''بدقسمتی سے پاکستان کے ہر شہر، ہر دیہات اور ہر اہم اور عام جگہ پر صفائی اور حفظان صحت کا خیال نہیں رکھا جاتا بلکہ جو صحت افزاء مقامات ہیں وہاں بھی ماحول کو اتنا گندہ کر دیا گیا ہے کہ طبیعت سخت گھبراتی ہے۔ گلی محلوں میں جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر اور پولیتھین بیگ تو اس قدر بکھرے پڑے ہیں کہ شاید ہی کوئی ایسی جگہ ہو جہاں بیگ برا منظر پیش نہ کرتے ہوں۔ رستوں میں گندگی پھینکنا ہماری فطرت ثانیہ سی بن گئی ہے لیکن جو کچھ ہمارے بس میں ہے وہ تو ہم کر سکتے ہیں اپنی جسمانی، بدنی اور گھر، گلی، کوچے، محلے، شہر کی صفائی کا خیال بھی آسانی سے رکھ سکتے ہیں اور ماحولیاتی آلودگی کے بداثرات کو کم کرنے کے لئے اور صاف ہوا کی فراہمی کے لئے شجر کاری کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین

علاوہ ازیں (عبادت گاہوں) کی صفائی اور طہارت خانوں میں فینائل یا ڈیٹول کا استعمال بھی ہونا چاہیے۔ بعض عبادت گاہوں کی اندرونی صفائی کا تو اہتمام کیا جاتا ہے لیکن اس کے غسل خانے اور طہارت خانے اور وضو کرنے کی جگہیں خاطر خواہ صاف نہیں ہوتیں''۔ (روزنامہ الفضل ربوہ 9 اپریل 1999ء)

☆☆☆

تعارف کتب

اربعین

(مکرم فرید احمد ناصر صاحب۔ دارالصدر شمالی ربوہ)

ماہِ اپریل کے نصاب میں شامل کتاب جس کا پورا نام ''اربعین لاتمام الحجۃ علی المخالفین'' ہے۔ جو کہ ہمیں روحانی خزائن کی جلد ۱۷ میں آخری نمبر پر ملتی ہے۔ اِس کتاب کے ۱۴۲ صفحات ہیں۔

وجہ تسمیہ اور غرض تصنیف

''اربعین'' عربی میں چالیس کو کہتے ہیں۔ اِس کا نام اربعین اس لئے رکھا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اِرادہ رکھتے تھے کہ ''ہر ایک اشتہار پندرہ پندرہ دِن کے بعد بشرطیکہ کوئی روک پیش نہ آجائے نکلا کرے گا جب تک کہ چالیس اشتہار پورے ہو جائیں یا جب تک کہ کوئی مخالف صحیح نیت کے ساتھ بغیر گندی حجت بازی کے جس کی بدبو ہر ایک کو آسکتی ہے میدان میں آکر میری طرح کوئی نشان دکھلا سکے''۔ (روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۳۴۳)

پھر حضورؑ نے اسی تسلسل میں وضاحتاً ''اطلاع'' کے عنوان کے تحت فرمایا:۔

''مَیں نے اپنا ارادہ یہ ظاہر کیا تھا کہ اس رسالہ اربعین کے چالیس اشتہار جدا جدا شائع کروں۔ اور میرا خیال تھا کہ مَیں صرف ایک ایک صفحہ کا اشتہار یا کبھی ڈیڑھ صفحہ یا غایت کار دو صفحہ کا اشتہار شائع کروں گا اور یا کبھی شاید تین یا چار صفحہ لکھنے کا اتفاق ہو جائے گا۔ لیکن ایسے اتفاقات پیش آگئے کہ اس کے برخلاف ظہور میں آیا۔ اور نمبر دو اور تین اور چار رسالوں کی طرح ہو گئے۔ چنانچہ اس رسالہ کی قریباً ستر صفحہ تک نوبت پہنچ گئی اور درحقیقت وہ امر پورا ہو چکا جس کا مَیں نے ارادہ کیا تھا اس لئے مَیں نے ان رسائل کو صرف چار نمبر تک ختم کر دیا اور آئندہ شائع نہیں ہوگا''۔

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱۷ صفحہ ۴۴۲)

نفس مضمون

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اس کے متعلق فرماتے ہیں:۔

''مگر یاد رہے کہ اس مقابلہ میں کسی شخص سے کوئی مباہلہ مقصود نہیں ہے اور نہ کسی مخالف کی ذات کی نسبت کوئی پیشگوئی ہے بلکہ صرف یہ مقابلہ ہوگا کہ کس کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ غیب کی باتیں اور خوارق ظاہر کرتا اور دعائیں قبول فرماتا ہے اور ذاتیات اور مباہلہ اور ملاعنہ یہ دونوں امر مستثنیٰ میں داخل رہیں گے اور ہر ایک ایسی پیشگوئی سے اجتناب ہوگا جو امن عامہ اور اغراض گورنمنٹ کے مخالف ہو یا کسی خاص شخص کی ذلت یا موت پر مشتمل ہو''۔

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱۷ صفحہ ۳۴۳)

سچا خدا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خدا پر کامل یقین اور دنیا کو اِس کی شناخت کا درد اسقدر تھا کہ آپؑ فرماتے ہیں:-

''میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا میرا دل ان کے فقر وفاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ ان کی تاریکی اور تنگ گذرانی پر میری جان گھٹتی جاتی ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے اُن کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہران کو اتنے ملیں کہ اُن کے دامن استعداد پُر ہو جائیں''۔

(روحانی خزائن جلد نمبر ۷ صفحہ ۳۴۴-۳۴۵)

اس کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی صداقت کے لئے مختلف ثقہ دلائل دیئے اور مخالفین کے بعض اعتراضات کے جوابات اور بعض الہامات بھی تحریر فرمائے۔ چنانچہ آپؑ نے ببانگ دہل اپنے دعاوی کے بالمقابل تمام مذاہب یا فرقوں کے افراد کو مخاطب ہو کر فرمایا:-

''یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ان دونوں ناموں سے رسول اللہ ﷺ نے مجھے مشرف فرمایا اور پھر خدا نے اپنے بلا واسطہ مکالمہ سے یہی نام رکھا اور پھر زمانہ کی حالت موجودہ نے تقاضا کیا کہ یہی میرا نام ہو غرض میرے اِن ناموں پر یہ تین گواہ ہیں۔ میرا خدا جو آسمان اور زمین کا مالک ہے۔ اس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے۔ اگر آسمانی نشانوں میں کوئی میرا مقابلہ کر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اتر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوئے ہیں ان میں کوئی میری برابری کر سکے تو مَیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں''۔

(روحانی خزائن جلد نمبر ۷ صفحہ ۳۴۶)

پھر قبل اس سے کہ کوئی شخص مقابلہ پر آتا آپ نے اس کی شکست کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا:-

''مگر یاد رکھو کہ تمام مخالفوں کے لئے یہ دروازہ بند ہے اور اگر دروازہ بند نہیں ہے تو کوئی آسمانی نشانوں میں مجھ سے مقابلہ کرے اور یاد رکھیں کہ ہرگز نہیں کر سکیں گے''۔

☆☆☆

سیرت حضرت مسیح موعودؑ

شفقت علی خلق اللہ

(طاہر احمد مختار۔ گوجرہ)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جو آپ کے مکان ہی کے ایک حصہ میں رہتے تھے اور بڑے ذہین اور نکتہ رس بزرگ تھے روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں پنجاب میں طاعون کا دور دورہ تھا اور بے شمار آدمی ایک ایک دن میں اس موذی مرض کا شکار ہو رہے تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علیحدگی میں دعا کرتے سنا اور یہ نظارہ دیکھ کر محو حیرت ہو گئے۔ حضرت مولوی صاحب کے الفاظ یہ ہیں کہ:-

''اس دعا میں آپؑ کی آواز میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پتہ پانی ہوتا تھا۔ اور آپؑ اس طرح آستانہ الٰہی پر گریہ وزاری کر رہے تھے کہ جیسے کوئی عورت دردِ زہ سے بے قرار ہو۔ میں نے غور سے سنا تو آپؑ مخلوقِ خدا کے واسطے طاعون کے عذاب سے نجات کے لئے دعا فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ۔ الٰہی! اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا''۔ (سیرۃ طیبہ صفحہ ۵۱)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا ذکر اوپر گزر چکا ہے وہ بہت ممتاز رفقاء میں سے تھے اور انہیں حضرت مسیح موعود کی قریب کی صحبت کا بہت لمبا موقعہ میسر آیا تھا۔ وہ بیان فرماتے تھے کہ ایک دفعہ گرمی کا موسم تھا اور حضرت مسیح موعودؑ کے اہل خانہ لدھیانہ گئے ہوئے تھے۔ میں حضور کو ملنے اندرون خانہ گیا۔ کمرہ نیا نیا بنا تھا اور ٹھنڈا تھا میں ایک چارپائی پر لیٹ گیا اور مجھے نیند آ گئی۔ حضور اُس وقت کچھ تصنیف فرماتے ہوئے ٹہل رہے تھے۔ جب میں چونک کر جاگا تو دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ میری چارپائی کے پاس نیچے فرش پر لیٹے ہوئے تھے۔ میں گھبرا کر ادب سے کھڑا ہو گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بڑی محبت سے پوچھا۔ مولوی صاحب! آپ کیوں اُٹھ بیٹھے؟ میں نے عرض کیا۔ حضور نیچے لیٹے ہوئے ہیں میں اوپر کیسے سو سکتا ہوں؟ مسکرا کر فرمایا آپ بے تکلفی سے لیٹے رہیں میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا۔ بچے شور کرتے تھے تو میں انہیں روکتا تھا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آئے۔ اللہ اللہ شفقت کا کیا عالم تھا۔ (سیرۃ طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ ۷۰)

ایک دفعہ جب کہ حضرت مسیح موعود چہل قدمی سے واپس آ کر اپنے مکان میں داخل ہو رہے تھے کسی سائل نے دور سے سوال کیا۔ مگر اُس وقت ملنے والوں کی آوازوں میں اس سائل کی آواز گم ہو کر رہ گئی اور حضرت مسیح موعودؑ اندر چلے گئے۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد جب لوگوں کی آوازوں سے دور ہو جانے کے وجہ سے حضرت مسیح موعود کے کانوں میں اُس سائل کی دکھ بھری آواز کی گونج اٹھی تو آپ نے باہر آ کر پوچھا کہ ایک سائل نے سوال کیا تھا وہ کہاں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت وہ تو اسی وقت یہاں سے چلا گیا تھا۔ اس کے بعد آپ اندرون خانہ تشریف لے گئے مگر دل بے چین تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد دروازہ پر اسی سائل کی پھر آواز آئی اور آپ لپک کر باہر آئے اور اس کے ہاتھ پر کچھ رقم رکھ دی اور ساتھ ہی فرمایا کہ میری طبیعت اس سائل کی وجہ سے بے چین تھی اور میں نے دعا بھی کی تھی کہ خدا اسے واپس لائے۔ (سیرۃ طیبہ صفحہ ۷۳)

وہ ایک شخص دُعا ہی دُعا ہمارے لئے

زمین جب بھی ہوئی کربلا ہمارے لئے
تو آسمان سے اترا خدا ہمارے لئے

انہیں غرور کہ رکھتے ہیں طاقت و کثرت
ہمیں یہ ناز بہت ہے خدا ہمارے لئے

تمہارے نام پہ جس آگ میں جلائے گئے
وہ آگ پھول ہے وہ کیمیا ہمارے لئے

بس ایک لو میں اسی لو کے گرد گھومتے ہیں
جلا رکھا ہے جو اس نے دیا ہمارے لئے

وہ جس پہ رات ستارے لئے اترتی ہے
وہ ایک شخص دُعا ہی دُعا ہمارے لئے

وہ نور نور دمکتا ہوا سا اِک چہرہ
وہ آئینوں میں حیا ہی حیا ہمارے لئے

درود پڑھتے ہوئے اس کی دید کو نکلیں
تو صبح پھول بچھائے صبا ہمارے لئے

عجیب کیفیت جذب و حال رکھتی ہے
تمہارے شہر کی آب و ہوا ہمارے لئے

دیئے جلائے ہوئے ساتھ ساتھ رہتی ہے
تمہاری یاد تمہاری دعا ہمارے لئے

زمین ہے نہ زماں نیند ہے نہ بیداری
وہ چھاؤں چھاؤں سا اک سلسلہ ہمارے لئے

سخن وروں میں کہیں ایک ہم بھی تھے لیکن
سخن کا اور ہی تھا ذائقہ ہمارے لئے

(عبیداللہ علیم)

نظام وصیت

(مکرم سید طاہر محمود ماجد صاحب۔ معاون ناظر مجلس کار پرداز)

دین حق نے جو فرضی عبادات مقرر فرمائی ہیں ان کے بجالائے بغیر تو کوئی انسان نجات اخروی پانے کا حق نہیں رکھتا لیکن ان عبادات کے علاوہ بندے کو اخلاقی اور روحانی قدروں کو بلند کرنے اور اسے خدا تعالیٰ کا برگزیدہ اور مقرب بنانے کے لئے (دین حق) نے کچھ طوعی قربانیاں اور عبادات بھی مقرر فرمائی ہیں۔ ان قربانیوں میں سے ایک وہ مالی قربانی ہے جو وصیت کی صورت میں دی جاتی ہے۔ آخری زمانے کے لوگ چونکہ اس طوعی قربانی سے عملاً غافل ہو چکے تھے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کو بھی خاص طور پر زندہ کیا۔ آپ نے اس مبارک نصب العین کے پیش نظر ہر اس مذہب و تحریک کا مقابلہ کیا جس نے (دین حق) اور قرآن اور سیدنا خاتم النبیین ﷺ کی مخالفت کی۔ آپ نے اپنی عظیم الشان تصانیف میں دلائل و براہین کا وہ اسلحہ جمع کیا جو دین حق کے مقابل میں ہر مخالف و باطل مذہب کو هباء منثورا کرنے کے لئے حجت تامہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وفات کے متعلق الہامات ہونے شروع ہوئے تو آپ نے ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء کو ایک نہایت ہی اہم اور پُر شوکت مختصر تصنیف ''الوصیت'' شائع فرمائی۔ حضور اقدس نے اس کتاب میں اپنی وفات کے متعلق الہامات اور وحی درج فرماتے ہوئے جماعت کے جملہ افراد کو مواعظ اور نصائح فرمائیں ہیں۔ اتفاق، اتحاد کی تلقین فرماتے ہوئے اخلاق تقویٰ اور دعاؤں پر زور دیا۔ قدرت ثانیہ کے قیام کے لئے پُر شوکت الفاظ میں جماعت کو خوشخبری عطا فرمائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اُس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں''۔ (الوصیت صفحہ ۱۹)

اس قبرستان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بڑی بشارتیں عطا ہوئیں مگر عملی طور پر اس کشف کی تکمیل حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) کی وفات پر ہوئی اور حضور اقدس نے اس قبرستان کا انتظام فرمایا۔ چونکہ حضور کو اپنی وفات کے متعلق ۱۹۰۵ء کے اختتام میں کثرت سے وحی ہونا شروع ہوگئی تھی اس لئے اس قسم کا قبرستان بنانے کے لئے اور اس میں دفن ہونے کے لئے وحی خفی نے اس قسم کی شروط عائد کر دیں جس کا مقصد اشاعت دین حق، خدمت قرآن اور غلبہ دین حق برادیان باطلہ کے لئے ایک مستقل اور فعال جماعت کی تاسیس تھا چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔ ''چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرۂ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا اُنْزِلَ فِيهَا كُلُّ رَحْمَةٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اُس سے حصہ نہیں اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ

ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہوسکیں جو اپنے صدق اور کامل راست بازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں"۔ (الوصیت صفحہ ۲۰)

"اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے کہ اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت (دین حق) اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے لیکن اس سے کم نہیں ہوگا اور یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہے گی"۔ (الوصیت صفحہ ۲۱)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس قبرستان میں دفن ہونے کے لئے شرائط کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

"اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا اور صاف مسلمان ہو"۔ (الوصیت ۲۲)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریک "الوصیت" کو اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو دراصل یہ قربانی آیت اِنَّ صَلٰوتِی وَنُسُکِی وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کی تصویر ناطق ہے۔ یہ وصیت مال کی قربانی ہے، جذبات کی قربانی ہے۔ اپنے اندر ایک اخلاقی انقلاب پیدا کرنے کی قربانی ہے، خدمت دین حق کے لئے مستقل اور دائمی انتظام کرنے کی قابل عمل سکیم ہے انفرادی اور اجتماعی تربیت کے لئے ایک بہترین متحدہ پلیٹ فارم ہے۔ یہ وہ عظیم الشان علمی، عملی، اخلاقی، مالی اور روحانی سکیم ہے جس کے ذریعہ دین حق کے خلاف تمام منصوبوں اور سازشوں کو کلیۃً ختم کرنا مقدر تھا۔ خدمت دین حق اور اشاعت قرآن کریم کے لئے اکناف عالم میں مراکز قائم کرتے ہوئے امیر اور غریب کی تمیز کو دور کرتے ہوئے احساس کمتری کی خطرناک اور موذی مرض کا ازالہ کرنا تھا۔

چونکہ نظام وصیت کے ذریعہ دین حق کے مفاد کے لئے ایک تعمیری انقلاب کی مہم جاری ہوئی تھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مزید فرماتے ہیں:-

"پس اے دوستو! دنیا کا نظام نہ مسٹر چرچل بنا سکتے ہیں نہ روز ویلٹ۔ یہ اٹلانٹک چارٹر کے دعوے سب ڈھکوسلے ہیں اور اس میں کئی نقائص، کئی عیوب اور کئی خامیاں ہیں۔ نئے نظام وہی لاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں مبعوث کئے جاتے ہیں جن کے دلوں میں نہ امیر کی دشمنی ہوتی ہے نہ غریب کی بے جا محبت ہوتی ہے جو نہ مشرقی ہوتے ہیں نہ مغربی وہ خدا تعالیٰ کے پیغمبر ہوتے ہیں اور وہی تعلیم پیش کرتے ہیں جو امن قائم کرنے کا حقیقی ذریعہ ہوتی ہے۔ پس آج وہی تعلیم امن قائم کرے گی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ آئی ہے اور جس کی بنیاد الوصیت کے ذریعہ ۱۹۰۵ء میں رکھ دی گئی ہے"۔ (نظام نو صفحہ ۱۱۳)

جن دوستوں کو قادیان میں اور ربوہ میں بہشتی مقبرہ جانے کا موقع ملتا ہے وہ بزرگان سلسلہ کی قبور پر ایک طائرانہ نگاہ ڈال کر اپنا ایمان تازہ کرتے ہیں یہ مقام گویا تاریخ احمدیت کے رنگا رنگ پھولوں کا ایک گلدستہ ہے جن کی خوشبو سے روحانی لطف اور ذوق حاصل ہوتا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں"۔ (الوصیت صفحہ ۲۳)

مبارک ہیں وہ جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام الوصیت کو عملی جامہ پہناتے ہوئے خدا اور اس کے رسول اور عصر حاضر کے مامور کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں اور اشاعت دین حق کا باعث ہوتے ہیں۔

قسط نمبر ۱

عربی شاعری

(مکرم مقبول احمد ظفر صاحب۔ ربوہ)

حضرت خنساءؓ

کئی ایک کیفیات کو شعر کے محرکات کے طور پر لیا گیا ہے لیکن غم اور درد اور کرب کی کیفیت شاید حقیقی شعر کا سب سے بڑا محرک ہے کیونکہ غم کی چبھن انسان کو اس کی خوابیدہ حالتوں سے جھنجھوڑ کر بیدار کرتی ہے اور اُسے اپنے قرب و جوار میں پڑے ہوئے کئی اسرار و رموز کا شعور دلاتی ہے جس کے نتیجہ میں اُس کی زندگی میں ایک انقلاب برپا ہوتا ہے۔ غم کے نتیجہ میں اُبھرنے والے یہ احساسات و جذبات دل کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لئے جب الفاظ کی موزوں اور مترنم ترکیب میں ڈھل کر زبان کے توسط سے بہہ نکلتے ہیں تو اسی کا نام حقیقی اور سچی اور پراثر شاعری ہے۔ کچھ ایسی ہی حالت عرب کی اس شاعرہ کی ہوئی جو ابتداء میں تو عام عربوں کی طرح قطعات کی صورت میں کبھی کبھی اشعار کہتی تھیں لیکن جب اُس کے نہایت ہی قریبی وجود قتل ہو گئے تو اُن کی جدائی میں نکلنے والے اشعار لمبے لمبے قصائد کی صورت میں شہرت کے ایسے آسمانوں پر متمکن ہوئے کہ اس شاعرہ کو عرب کے کئی مرد ابطال شعراء پر بھی فضیلت دی گئی اور اس کی مرثیہ گوئی ضرب المثل بن گئی۔ اِن خاتون شاعرہ کا نام تُماضِر بنت عمرو بن الشريد سليمة تھا۔ آپ کا شمار مخضرمی شعراء میں ہوتا ہے۔ آپ کے حسن و جمال کی وجہ سے آپ کو خنساء کا لقب دیا گیا اور آپ اپنے اس لقب ہی سے زیادہ یاد کی جاتی ہیں۔ خنساء کا لفظ لغت کے لحاظ سے الأَخْنَسُ اور الْخَنَسُ کا مونث ہے اور یہ ایسے ناک کو کہتے ہیں جس کی نوک نسبتاً بلند ہو جب کہ پچھلا حصہ نسبتاً بیٹھا ہوا ہو۔ ایسا ناک چونکہ ہرنوں کے ناکوں سے مشابہ ہوتا ہے۔ اس لئے عربی میں ہرنیوں کے ناموں میں سے ایک نام خنساء بھی ہے اور عربوں میں خوبصورت اور حسین عورتوں کی صفات میں سے ایک صفت ہرنیوں کے حوالہ سے خنساء بھی استعمال ہوتی تھی۔ (لسان العرب زیر مادہ خ ن س)

آپ کے والد عمرو اور دونوں بھائی جن کا آپ کے مرثیوں میں بہت ذکر ملتا ہے یعنی معاویہ اور صخر قبیلہ مضر کے خاندان بنو سلیم کے رؤسا میں سے تھے حضرت خنساء کو اپنے خاندان اور قبیلہ سے بہت محبت تھی۔ عرب کے مشہور شہسوار درید بن الصمة نے آپ کی خوبصورتی کی وجہ سے آپ سے شادی کی خواہش کی لیکن آپ نے انکار کر دیا اور اپنے خاندان کے رواحة بن عبدالعَزى السُّلَيمى سے شادی کر لی۔ (کتاب الوسیط فی الأدب العربی و تاریخہ)

آپ کا بھائی معاویہ جب ایک جنگ میں قتل کر دیا گیا تو آپ نے اُس کے غم میں قصائد لکھنا شروع کئے۔ پھر جب آپ کے بہت ہی محبوب اور محسن بھائی صخر کو بھی ایک جنگ میں لگے زخموں کے نتیجہ میں موت نے آلیا تو گویا آپ پر غم و اندوہ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور آپ نے اپنی شاعری میں وہ آہ و بکاء کی کہ آپ کے شعر رونے اور غم کے مضامین بیان کرنے کے لئے بطور ضرب الامثال بیان کئے جانے لگے۔ اپنے بھائی صخر کے مرثیہ میں فرماتی ہیں۔

أَعَيْنَيَّ جُودَا ولا تَجْمُدَا
ألا تبكيانِ لِصَخْرِ النَّدَى

یعنی اے میری دونوں آنکھو! خوب خوب آنسوؤں کی بارش برساؤ اور ان آنسوؤں کو کبھی خشک نہ ہونے دو۔ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ تم مجسم جود و سخا یعنی صخر کے لئے آنسو بہاؤ؟ کیا تم اس حسین و جمیل نڈر سپوت پر آنسو نہیں بہاؤ گی جس کے اخلاق کے خیموں کے ستون بلند، جس کی تلوار کا پھل لمبا اور جو داڑھی نکلنے کی عمر سے بھی قبل اپنی قوم کا سردار بن گیا تھا۔

آپ کی شاعری

آپ کی شاعری کے بارے میں تمام مؤرخین ادب عربی اور ناقدین اور زمانہ جاہلیت اور بعد کے زمانہ کے مشہور عرب شعراء اس بات پر متفق ہیں کہ شاعری کے میدان میں آپ مرد شعراء پر بھی سبقت لے گئی تھیں۔ آپ کی شاعری مردانہ زور بیان اور عورتوں جیسی نزاکت اور سوز سے مرقع تھی۔ زمانہ جاہلیت کے بلند پایہ شاعر النابغۃ الذبیانی نے آپ کو کئی مرد شعراء سے بڑا درجہ دیا ہے۔ (الشعر والشعراء لابن قتیبہ)

جریر اور اموی اور عباسی دور کے معروف شاعر بشار بن برد نے بھی آپ کی شاعری کو کئی مرد شعراء پر فوقیت دی ہے۔ (تاریخ الأدب العربی لاحمد الزیات)

آپ کے بعض اشعار کا اردو ترجمہ درج ہے۔

''اے میرے بھائی صخر اگر آج تم میری آنکھوں کو رُلا رہے ہو تو تمہارا یہ حق ہے کیونکہ کل تم مجھے ہنسایا بھی تو کرتے تھے۔ جب تم زندہ تھے تو میں اپنے مسائل تمہارے ذریعہ سے حل کروائی تھی لیکن اس بڑی مصیبت یعنی تمہاری موت کے غم کی مصیبت کو کون دور کرے گا۔ اس دنیا نے میری تکا بوٹی کر دی اور میرا تمام بدن نوچ کر اُس کا گوشت کھا لیا اور مجھے مار کوٹ کر بہت دکھ پہنچایا اور میرے آدمیوں کو تباہ و برباد کیا اور وہ سب کے سب ایک ساتھ مر کر مجھے چھوڑ گئے۔ انہی کی وجہ سے میرا دل مضطرب اور بے قرار ہے۔ دن اور رات باوجود بار بار آنے جانے کے ہر دفعہ نئی شکل وصورت لے کر نمودار ہوتے رہتے ہیں لیکن دراصل ان میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی بلکہ ان میں رہنے والے لوگوں میں اور ان کے دلوں میں تغیر اور تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جن کی وجہ سے راتیں اور دن متاثر ہوتے ہیں''۔

بعثت اسلام کے بعد آپ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں قوم بنو سلیم کے ساتھ حاضر ہوئیں اور اسلام قبول کر لیا لیکن اپنے بھائیوں پر آہ و بکا کرنے کے سلسلہ کو ترک نہ کیا اور سوگ والا لباس پہنا کرتیں۔ اور کہتیں کہ پہلے میں اپنے بھائی صخر کے قتل ہو جانے پر روتی تھی اور اب اُس کے دوزخ میں جانے پر نوحہ کناں ہوں۔

(کتاب الوسیط فی الأدب العربی وتاریخہ لأسکندری)

آنحضرت ﷺ کو بھی آپ کی شاعری بہت پسند تھی چنانچہ آپ حضرت خنساءؓ سے اُن کا کلام سنتے اور پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے۔ ھَیَّۃ یاخناس

کہ ''بہت خوب اور سناؤ''

آپ کے بھائیوں کی وفات نے آپ کو بزدل نہیں بنایا تھا بلکہ آپ کی جرأت و بہادری میں اور اضافہ ہوا اور اسلام نے تو آپ کو خدا کی راہ میں عظیم الشان قربانیاں دینے کی طاقت عطا کی۔ چنانچہ جنگ قادسیہ (۱۶ھ) میں آپ نے اپنے چاروں بیٹوں کو یہ نصیحت کر کے بھیجا کہ خوب لڑنا اور پیٹھ مت دکھانا۔ اور پھر جب چاروں کے چاروں بیٹے اس جنگ میں خدا کی راہ میں شہید ہوگئے تو ان کی یہ بوڑھی ماں یہی کہہ کر خاموش ہوگئیں کہ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے میرے بیٹوں کو شہادت کی سعادت بخشی ہے۔ آپ کی وفات ۴۴ھ میں حضرت معاویہ کے زمانہ میں ہوئی۔

☆☆☆

سید الاوس حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

ماہ ذی القعدہ ۵ھ کا ایک سوگوار دن تھا جب چشم فلک نے دیکھا کہ مسجد نبوی میں ایک خیمے کے اندر سرور عالم رونق افروز ہیں اور نورانی صورت، دوہرے بدن، دراز قد کے ایک صاحب آپ کے زانوئے اقدس پر سر رکھے ابدی نیند سو رہے ہیں۔ آنحضرت کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ تمام صحابہؓ شدت غم سے نڈھال ہیں۔ جنازہ اس شان سے اٹھتا ہے کہ آپ جنازہ کے آگے بھی چل رہے ہیں۔ اور کبھی اس کو کندھا بھی دے رہے ہیں۔ ایک طرف سے آواز آتی ہے نعش بے حد ہلکی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"خدا کی قسم جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے اس کے جنازہ کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں"۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد)

جنت بقیع میں حضرت ابوسعید خدری قبر کھود رہے ہیں اور فرماتے ہیں:-

"واللہ قبر کی مٹی سے مشک کی خوشبو آ رہی ہے"۔ تدفین کے بعد رسالت مآب علیہ السلام کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوتے ہیں:-

"سعد بن معاذؓ کی موت پر عرش رحمان لرز اٹھا"۔

(صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار)

یہ عظیم المرتبت صحابی رسول جن کی موت پر عرش رحمان لرز اٹھا۔ جن کی قبر سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ جن کے جنازہ کو آقائے دوجہانؐ نے کندھا دیا اور فرشتوں نے اٹھایا وہ خوش نصیب سید الاوس سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔

(مکرم فرید احمد بھٹی صاحب۔ بشیر آباد سندھ)

نام و نسب

سعد نام، ابوعمرو کنیت، سید الاوس لقب، قبیلہ عبدالاشہل سے تھے والدہ کا نام کبشہ بنت رافع تھا۔ والد نے ایام جاہلیت ہی میں وفات پائی والدہ ہجرت سے پہلے ایمان لائیں اور حضرت سعدؓ کی وفات کے بعد کافی عرصہ زندہ رہیں۔

اسلام

حضرت مصعب بن عمیرؓ جب داعی اسلام بن کر مدینہ پہنچے تو جو کان اس صدا سے ناآشنا تھے ان کو بھی مجبوراً اس کے سننے کے لئے تیار ہونا پڑا۔ حضرت سعد بن معاذ ابھی حالت کفر میں تھے کہ ان کو حضرت مصعبؓ کی کامیابی پر سخت حیرت اور اپنی قوم کے ایمان لانے پر انتہائی حزن و ملال تھا۔ آخر ایک دن حضرت مصعبؓ کا اثر پڑ گیا حضرت سعد بن زرارہؓ نے جن کے مکان میں حضرت مصعبؓ فروکش تھے ان سے کہا تھا کہ سعد بن معاذؓ مسلمان ہو جائیں تو دو آدمی بھی کافر نہ رہ سکیں گے اس لئے آپ ان کو مسلمان کرنے کی فکر کریں ایک دن سعد بن معاذؓ حضرت مصعبؓ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا آپ میری بات سنیں، مانیں یا نہ مانیں، یہ آپ کو اختیار ہے۔ حضرت مصعبؓ نے ان کے سامنے محاسن اسلام پیش کئے اور پھر قرآن سنایا اور قلب صافی قرآن سنتے ہی نور ایمان سے جگمگا اٹھا اور اسی وقت مشرف باسلام ہو گئے۔ آپ کے ایمان لانے کے بعد آپؓ کا قبیلہ بھی فوراً مسلمان ہو گیا۔

غزوات

غزوہ بدر میں شریک ہوئے میدان احد میں بھی اس

وقت آنحضرتؐ کے ساتھ تھے جب صحابہؓ سخت حملہ کی وجہ سے منتشر ہو گئے تھے۔ غزوہ خندق ۵ ھ کو ہوئی لڑائی کے وقت زرہ پہنے نکلے ہاتھ میں حربہ پکڑا ہوا تھا۔ بنو حارثہ کے قلعہ میں ان کی والدہ موجود تھیں اور حضرت عائشہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ جب آپؓ رجز پڑھتے ہوئے والدہ کے قریب سے گزرے تو والدہ نے کہا ''بیٹا تم پیچھے رہ گئے، جلدی جاؤ'' جس ہاتھ میں حربہ تھا وہ باہر نکلا ہوا تھا۔ میدان میں پہنچے تو حبان بن عبد مناف نے جو عرقہ کا بیٹا تھا تیر مارا جس سے ہفت اندام کٹ گئی اس نے بڑے جوش سے نعرہ لگایا۔

''یہ لو میں ہوں ابن عرقہ''

حضرت سعدؓ نے فرمایا:- ''تیرا چہرہ آگ میں جھلسے''

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ)

پھر فرمایا:- ''اے اللہ اگر قریش کے ساتھ لڑائی باقی ہے تو مجھے زندہ رکھ ان سے مجھے لڑنے کی بڑی تمنا ہے کیونکہ انہوں نے تیرے رسولؐ کو اذیت دی تکذیب کی اور مکہ سے نکال دیا اور اگر لڑائی ختم ہوگئی ہے تو ان زخموں سے مجھے شہادت دے اور بنی قریظہ کے معاملہ میں میری آنکھیں ٹھنڈی کر''۔

آپ کی دعا پوری ہوئی آپ کی شہادت اس زخم سے ہوئی۔ نیز یہودی قبیلہ بنو قریظہ جس نے احزاب کے دوران غداری کی تھی اس نے آنحضرتؐ سے کہا کہ آپ ہمارے متعلق فیصلہ سعدؓ سے کروائیں وہ جو فیصلہ کریں گے ہم مان لیں گے۔ آپؓ نے ان کا فیصلہ ان کی کتاب تورات کے مطابق کیا۔

آنحضرتؐ نے ان کے اس فیصلے کے متعلق فرمایا:-

''تو نے وہ حکم دیا جو اللہ کا حکم تھا یا جو بادشاہ کا حکم تھا''۔ (بخاری کتاب المناقب بحوالہ سیرت خاتم النبیینؐ)

وفات

زخمی ہونے کے بعد آپؓ کا خیمہ مسجد نبوی میں لگایا گیا تھا۔ رفیدہ اسلمیہ کو ان کی خدمت پر مامور کیا گیا۔ آنحضرت روزانہ عیادت کرتے۔ بنو قریظہ کے واقعہ کے کچھ دن بعد آپ کا زخم کھل گیا۔ آنحضرت کو اطلاع ہوئی تو آپ مسجد میں آئے اس وقت حضرت سعد بن معاذؓ کی روح عالم بالا کو پرواز کر چکی تھی۔ حضور ﷺ کو آپؓ کی وفات کا شدید غم ہوا اور اپنے جاں نثار صحابی کی نعش کو اپنی آغوش مبارک میں لے لیا جب حضرت سعدؓ کا جنازہ اٹھا تو حضرت سعد کی بوڑھی والدہ نے بتقاضائے محبت کسی قدر بلند آواز سے ان کا نوحہ کیا اور اس نوحہ میں زمانے کے دستور کے مطابق سعدؓ کی بعض خوبیاں بیان کیں۔ آپؐ نے اس موقعہ پر فرمایا نوحہ کرنے والیاں جھوٹ بولا کرتی ہیں لیکن سعدؓ کی ماں نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ کہا ہے۔ (الطبقات الکبریٰ)

آپ کے دو بیٹے حضرت عمرو اور حضرت عبداللہ صحابی تھے اور بیعت رضوان میں شریک ہوئے۔

مناقب و اخلاق

آنحضرت ﷺ کو ایک ریشمی کپڑا تحفۃً بھیجا گیا۔ صحابہ اس کو چھونے لگے اور اس کی ملائمت اور عمدگی پر تعجب کرنے لگے یہ دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:-

''کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو ہم نے کہا۔ جی رسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا سعد بن معاذ کے رومال جنت میں اس سے بہتر ہیں''۔ (صحیح بخاری کتاب اللباس)

المراجع والمصادر

۱۔ صحیح بخاری از عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری
۲۔ سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے
۳۔ اسد الغابہ ۴۔ سیر الصحابہ
۵۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد

☆☆☆

مجلس عرفان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال :- اسلامی تعلیم کے مطابق شیطان کا تصور کیا ہے؟

جواب :- حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قرآن کریم میں لفظ شیطان وسیع معنوں میں استعمال ہوا ہے اس سے ایسے لوگ بھی مراد ہیں جو دوسروں کو برائی کرنے پر اکسانے کی قوت رکھتے ہیں خواہ ان کا تعلق عوام الناس سے ہو یا بڑے لوگوں یعنی لیڈر قسم کے لوگوں سے۔ نیز ایسے لوگ جو قوموں اور افراد کی تباہی اور بربادی کی طرف راہنمائی کرتے ہیں شیطان ہی کہلائیں گے یہ بہت ممکن ہے کہ حضرت آدمؑ کے وقت میں ایک ہی انسان نے شیطان اور ابلیس کا کردار ادا کیا ہو جس کی بناء پر اس کو بیک وقت شیطان اور ابلیس کا نام دیا گیا ہے جہاں شیطان کے لفظ کا اطلاق وسیع معنوں میں مختلف زمانوں کے مختلف لوگوں پر ہوتا ہے۔ وہاں ابلیس کا لفظ محدود معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ابلیس کا تعلق انبیاء کرام کی بعثت کے ساتھ ہے۔ جب بھی اللہ تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کے لئے کسی نبی کو معبوث فرماتا ہے تو کوئی نہ کوئی ابلیس اس کی مخالفت کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ وہ اس خاص دور کے شیاطین کا سردار ہوتا ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابلیس ابو جہل تھا۔ اسی طرح حضرت آدمؑ کے وقت میں ابلیس ان کا سب سے طاقتور مخالف تھا جس کی سرکردگی میں مخالف گروہ نے مخالفت کی۔ یہ ضروری نہیں کہ ایک نبی کے وقت میں صرف ایک ہی ابلیس ہو ایک سے زیادہ ابلیس بھی ہو سکتے ہیں۔ فرمایا جہاں تک میں نے اس پر غور کیا ہے، مجھے یقین ہے کہ انبیاء کرام کے وقت میں شیاطین کے سردار کو ابلیس کا نام دیا گیا ہے آنحضرتؐ نے ہر انسان میں برائی کے رجحان کو بھی شیطان کا نام دیا ہے۔

سوال: ایک طرف کہا جاتا ہے کہ فرشتے روحانی مخلوق ہیں اور وہ جسمانی وجود نہیں رکھتے لیکن دوسری طرف حدیث میں آتا ہے کہ بعض مواقع پر آنحضرتؐ کے پاس فرشتے انسانی وجود میں بھی آئے۔ اصل حقیقت کیا ہے؟

جواب: حضور نے فرمایا۔ فرشتے اگر انسان کے سامنے ظاہر ہوں گے تو لازمی طور پر وہ کسی ایسی شکل میں ظاہر ہوں گے جس کو انسان دیکھ سکے۔ وہ ہمیشہ انسانی شکل میں ظاہر نہیں ہوتے جس طرح کہ حضرت عیسیٰؑ پر روح القدس ایک کبوتری کی شکل میں ظاہر ہوا لیکن آنحضرتؐ کے سامنے ایک آدمی کی شکل میں ظاہر ہوا۔

فرمایا۔ ایک دفعہ جبرائیلؑ ایک مسافر کے بھیس میں آنحضرتؐ کے پاس مدینہ میں آئے جو بالکل تازہ دم لگتے تھے اور سفر کی تھکان کے کوئی آثار ظاہر نہیں ہو رہے تھے۔ چونکہ وہ مدینہ کے رہنے والے نہیں تھے اس لئے صحابہ کرامؓ نے ان کو مسافر سمجھا۔ انہوں نے آنحضرتؐ کی مجلس میں شرکت کی اور بنیادی نوعیت کے چند سوالات آپؐ سے دریافت کئے۔ جواب ملنے پر کہا کہ ہاں! آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ اس کے بعد جب وہ رخصت ہو کر چلے گئے تو آنحضرتؐ نے صحابہ کرامؓ کو کہا کہ جاؤ اور انہیں واپس بلا کر

لاؤ۔ لیکن ان کا کوئی سراغ نہ ملا تب آنحضرتؐ نے صحابہ کرامؓ کو بتایا کہ وہ حضرت جبرائیل تھے اور مجلس میں موجود لوگوں کے فائدہ کے لئے سوالات پوچھتے رہے۔

فرمایا۔ ہم فرشتوں کے اصلی جسم سے واقف نہیں ہو سکتے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ ان کی شکل کو بدل کر انہیں انسانوں کے سامنے بھیجتا ہے۔

سوال: صدقہ کے حقیقی معنی کیا ہیں؟

جواب: عربی زبان میں صدقہ ایسے خرچ کو کہتے ہیں جو کسی اچھے اور نیک مقصد کے لئے کیا جائے۔ صدقہ کا ماخذ لازمی طور پر لفظ صدق ہے جس کا مطلب سچائی ہے۔ انسان اس دنیا میں جو اخراجات اپنے اور اپنے خاندان کے لئے کرتا ہے اور جو جائیداد اس دنیا میں بناتا ہے وہ سب ضائع ہونے کے مترادف ہے کیونکہ مرتے وقت وہ ان تمام چیزوں کو چھوڑ کر صرف خالی ہاتھ یہاں سے رخصت ہوتا ہے۔

صرف صدقہ یعنی خدا کی راہ میں خرچ کیا ہوا مال ہی ایسی جائیداد ہے جو آخرت میں اس کے کام آئے گی۔ آنحضرت ﷺ ہمیں بتاتے ہیں کہ تم جو مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے وہ تمہارا نہیں بلکہ پیچھے رہ جانے والوں کا ہے۔ تمہاری اصل جائیداد وہ ہے جو تم اپنے ہاتھ سے نیک مقاصد کے لئے خرچ کر جاتے ہو۔ اور وہی مرنے کے بعد تمہارے کام آئے گی باقی سب کچھ اس دنیا میں رہ جائے گا۔

سوال: قرآن مجید کی اس آیت کا کیا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاءؑ سے ان کی قوم کی زبان میں ہی کلام کرتا ہے۔

جواب: مخالفین احمدیت اس آیت کو حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے خلاف بطور دلیل پیش کرتے ہوئے اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کی اپنی زبان کے علاوہ اور زبانوں میں بھی کلام کیا ہے اور قرآن کریم کی اس آیت کے مطابق اللہ تعالیٰ اپنے کسی نبی کے ساتھ اس کی اپنی زبان کے علاوہ بالکل کلام نہیں کرتا۔ لہذا حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ نبوت غلط ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ اس آیت کا مطلب غلط لیتے ہیں اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ جو لوگ کسی نبی کی معرفت مخاطب کئے جاتے ہیں وہ اس زبان میں مخاطب کئے جاتے ہیں جس کو سمجھ سکیں دوسری بات یہ ہے کہ خود آنحضرت ﷺ کو بھی ایسی زبان میں وحی ہوئی جو ان کی اپنی زبان نہ تھی یعنی فارسی، احادیث نبویہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سے فارسی میں کلام کیا۔ وہ الہام یہ ہے۔

''ایں مشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم'' یعنی یہ خاک کی مٹھی انسان اس قدر لاچار اور بے بس ہے کہ اگر میں اس کو بخشوں گا نہیں تو اور کیا کروں گا اس الہام کی موجودگی میں ان کا یہ اعتراض لایعنی ہو جاتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اگرچہ آنحضرت صلعم صرف عربی زبان میں ہی زیادہ مخاطب کئے گئے لیکن ان کا دعویٰ نبوت تو تمام دنیا کے لئے ہے قرآن کریم تو کہتا ہے

وَمَا اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ

یعنی ہم نے تجھ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھجوایا ہے۔ اگر مندرجہ بالا آیت کے وہی معنی ہوتے جو معترض کرتے ہیں تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ کو آنحضرت ﷺ سے تمام زبانوں میں کلام کرنا چاہیئے تھا۔ آنحضرت ﷺ کی اپنی زبان عربی تھی اس لئے آپؐ اور آپؐ کے ساتھی اللہ تعالیٰ کا پیغام صرف اسی زبان میں سمجھ سکتے تھے لیکن چونکہ آپؐ کی بعثت تمام دنیا کے لئے تھی اور آپؐ کی زندگی میں ایران سے آپؐ کے تعلقات استوار ہو چکے تھے اور آپؐ کے صحابہؓ میں ایک فارسی صحابی بھی شامل ہو چکے تھے اس لئے آپ فارسی زبان میں بھی خطاب کئے گئے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جتنے تعلقات وسیع ہوں گے اتنی

زیادہ زبانوں میں اللہ تعالیٰ کے کلام کا امکان ہوگا۔ اس لئے اگر حضرت مسیح موعودؑ کو اردو کے علاوہ دوسری زبانوں میں بھی وحی ہوئی ہے تو حیرت کی کیا بات ہے علاوہ ازیں حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں عربی، اردو، فارسی، ہندی اور انگریزی سمجھنے والے بے شمار لوگ تھے اُس لئے ان تمام زبانوں میں وحی کا آنا عین مناسب ہے اور اردو اس وقت ہندوستان کی قومی زبان تھی۔ حضور نے فرمایا کہ اب میں اس اعتراض کا بھی جواب دوں گا کہ اگر آنحضرت ﷺ ساری دنیا کے لئے آئے تھے تو صرف عربی زبان کو ہی کیوں منتخب کیا گیا اس کی ایک وجہ تو شاید یہ ہو کہ عربی تمام زبانوں کی ماں ہے۔ اس حقیقت کو بھی حضرت مسیح موعودؑ نے نہ صرف دنیا کے سامنے رکھا بلکہ اپنی کتاب منن الرحمٰن میں ثابت کیا کہ عربی زبان تمام زبانوں کا ماخذ ہے ورنہ سنسکرت کو ہی سب سے پرانی زبان سمجھا جاتا تھا سو اللہ تعالیٰ نے اپنا وہ کلام عربی میں نازل کیا جو تمام دنیا کے لئے تھا۔ عربی دنیا کی سب سے پہلی زبان تھی جو اللہ تعالیٰ نے خود انسان کو سکھائی تھی اس کے بعد اس میں سے دوسری زبانیں نکلتی گئیں اس لئے عالمگیر مذہب کے لئے عربی سے زیادہ کون سی زبان مستحق ہو سکتی تھی۔

سوال: کیا میک اپ میں نماز جائز ہے؟

جواب: حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نامحرم نہیں نماز میک اَپ میں جائز ہے۔

سوال: کیا نیل پالش سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: حضور نے فرمایا۔ نیل پالش سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نیل پالش سے وضو نہیں ہوتا غلط کہتے ہیں۔ ان کو خیال ہے کہ ناخن کو پانی نہیں لگتا۔ یہ محض لغو باتیں ہیں جو لوگ کہتے ہیں ان میں سے بعض اتنے گندے رہتے ہیں کہ ان کے اوپر نیل پالش سے موٹی تہہ غلاظت کی چڑھی ہوتی ہے۔ ان کا وضو بھی ہو جاتا ہے۔ غسل بھی ہو جاتا ہے۔ پھر یہ بیچاری نیل پالش ہی ہے جو ان کا وضو نہیں ہونے دیتی یہ سب توہمات ہیں۔

سوال: ایک بہن نے سوال کیا کہ عید میلاد النبیؐ پر جب غیر از جماعت بہنوں کی طرف سے دعوت نامے آتے ہیں تو ہمیں ان کی تقریبات میں شامل ہونا چاہیئے یا نہیں۔

جواب: حضور نے فرمایا۔ اس سوال کے پہلے حصے کا جواب یہ ہے کہ ضرور جائیں شوق سے جائیں۔ آپ کو ان مجالس میں شامل ہونا چاہیئے۔ آپ کو پتہ بھی چلے گا کہ رسول کریم ﷺ کے متعلق ان کا تصور کیا ہے اور آپ کا کیا ہے اور آپ کے دل میں شکر کے جذبات پیدا ہوں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں کتنے عظیم الشان رسول ﷺ سے متعارف کروایا ہے۔ جب کہ یہ لوگ ظاہری باتوں کو پکڑ کر بیٹھ گئے ہیں اور جانتے ہی نہیں کہ آنحضور ﷺ کا مقام کتنا بلند ہے پس اس سے بہت فائدے پہنچیں گے۔

جہاں تک اس سوال کے دوسرے حصے کا تعلق ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ جب وہاں جائیں تو ان کی بدرسموں میں شامل نہ ہوں مثلاً وہ سمجھتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ ان معنوں میں حاضر ناظر ہیں جن معنوں میں خدا حاضر ناظر ہے یعنی جہاں بھی آنحضور ﷺ کا ذکر کیا جائے آنحضور ﷺ تشریف لے جاتے ہیں اور دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ اس لئے فوراً ادب سے کھڑے ہو جاؤ۔ یہ شرک ہی شرک ہے۔ انہوں نے دین کی خاطر شرک کو قبول کر لیا۔ یہ کوئی عام رسم نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایسی بدرسم ہے جس میں شرک آ جاتا ہے اور رسمی قرآن خوانی کی نسبت زیادہ خطرناک ہے شرک سے کلیۃً پرہیز ضروری ہے۔

بعض غیر احمدی علماء بھی اس کو شرک سمجھتے ہیں۔ میں نے ان کی کتابیں پڑھی ہیں جن میں لکھا ہے کہ انہوں نے مولود کے وقت کھڑے ہونے والوں سے سوال کیا کہ آپ جو حاضر ناظر مانتے ہیں تو کیا رسول کریم ﷺ ہماری ہر حرکت

دیکھ رہے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہاں جی ہر حرکت دیکھ رہے ہیں تو پھر اوّل تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر ہر وقت کھڑے رہنا چاہئیے اور باادب کھڑے رہنا چاہئیے۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اگر وہ حاضر ناظر ہیں تو انسان کو بعض ذاتی حوائج پیش آتی ہیں مثلاً وہ غسلخانے بھی جاتا ہے اور بھی اس قسم کی کئی ضرورتیں ہوتی ہیں تو اس وقت بھی نعوذ باللہ من ذالک آپ یہ سمجھیں گے کہ رسول کریم ﷺ دیکھ رہے ہیں۔ ان معنوں میں جن معنوں میں انسان دیکھتا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں اس وقت بھی دیکھ رہے ہوتے ہیں تو پھر کیا ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا وہ شرم کے مارے نظریں جھکا لیتے ہیں۔ یہاں تک لغویات کو پہنچا دیا گیا ہے۔ تو لغویات کے ایک کنارے سے جب کوئی داخل ہوگا تو دوسرے کنارے تک ضرور پہنچے گا۔ اس چینل Channel میں داخل ہو جائیں تو پھر نکل نہیں سکتا۔ واپسی کا کوئی راستہ نہیں۔ اس لئے داخل ہی نہ ہوں۔ یہ محض لغو تصورات ہیں جنہوں نے اسلام کو داغدار کر دیا ہے۔ احمدیت نے اسلام کو دوبارہ زندہ کرنا ہے کسی کے کہنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ احمدیوں کو ان کو کہنے کے لئے پیدا کیا ہے نہ یہ کہ دوسروں کی باتیں ماننے کے لئے۔ ان کو کہیں کہ یہ بات بنیادی عقیدہ میں داخل ہے کہ آنحضرت ﷺ خدا نہیں ہیں۔ توحید حقیقی کے قیام کی خاطر تو آپ نے ساری زندگی خرچ کی تو خدا کی توحید کے پیغام کو مرنے دیں اس سے بڑی بے وفائی اور کیا ہو سکتی ہے۔ اس لئے حضور اکرم ﷺ کی محبت اور عشق کا تقاضا یہ ہے کہ آپ نے توحید کا جو پیغام دیا ہے اس کو زندہ رکھیں اور ہر بات جو توحید پر حملہ آور ہو رہی ہے۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے سینہ سپر ہو جائیں۔ ہمیں جو طعنے دینے ہیں بے شک دیں لیکن ہم توحید کے پیغام کو بہر حال زندہ رکھیں گے۔

(بحر عرفان۔ مجالس عرفان۔ شائع کردہ لجنہ اماء اللہ لاہور، کراچی)

یوم تحریک جدید 12 اپریل 2002ء کو منایا جائے

امراء و صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ مجلس مشاورت ۱۹۹۱ء کے فیصلہ کی تعمیل میں سال رواں کا پہلا یوم تحریک جدید ۱۲ اپریل ۲۰۰۲ء بروز جمعۃ المبارک منایا جائے۔ جس میں احباب جماعت کو مطالبات تحریک جدید کی طرف خصوصی توجہ دلائی جائے۔ اس موقع پر امراء و صدر صاحبان اپنی سہولت اور حالات کے مطابق جلسے منعقد کر کے مطالبات کی اہمیت احباب جماعت پر واضح کرنے کا اہتمام فرمائیں۔ خطبات جمعہ میں تحریک جدید کے مطالبات اور ان کی حکمت عملی بیان کی جائے۔ اس دن خصوصیت کے ساتھ تحریک جدید کے ذریعہ جماعت پر نازل ہونے والے انعامات و افضال الٰہیہ کا احباب جماعت کے سامنے ذکر کیا جائے۔ اس دن حسب ذیل چند مطالبات تحریک جدید پر خصوصی روشنی ڈالی جائے۔

۱۔ احباب سادہ زندگی بسر کریں۔ لباس، کھانے اور رہائش میں سادگی اختیار کریں۔
۲۔ والدین اپنی اولاد کو خدمت دین کے لئے وقف کریں۔
۳۔ نوجوان اور پنشنر احباب دین کے لئے زندگیاں وقف کریں۔
۴۔ رخصت کے ایام خدمت دین کے لئے وقف کریں۔
۵۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔
۶۔ جو لوگ بیکار ہیں وہ چھوٹے سے چھوٹا کام جو بھی مل سکے کر لیں۔
۷۔ قومی دیانت کا قیام کریں۔
۸۔ حسب استطاعت مالی قربانی کرنے کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی جائے۔
۹۔ مقاصد تحریک جدید کے لئے خاص دعا کریں۔

نوٹ: اگر کسی وجہ سے ۱۲ اپریل کو یوم تحریک جدید نہ منایا جا سکتا ہو تو جماعتی فیصلہ کے تحت اپنی سہولت اور حالات کے مطابق کسی بھی مناسب تاریخ کو "یوم تحریک جدید" منایا جائے اور اس کی رپورٹ سے دفتر کو مطلع فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

تاریخ احمدیت

ماہ اپریل میں ہونے والے بعض اہم واقعات

(مرتبہ: ڈاکٹر نسیم احمد شریف صاحب ۔ ٹمرکبار)

یکم اپریل 1953ء — فسادات پنجاب کی وجہ سے حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث) کو گرفتار کرلیا گیا۔

2 اپریل 1950ء — تعلیم الاسلام کالج کے جلسہ تقسیم انعامات کی صدارت حضرت مصلح موعود نے کی۔

3 اپریل 1987ء — حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اگلی صدی میں داخلے سے پہلے نئے پیدا ہونے والے بچوں کو وقف کرنے کی تحریک کی۔ جس کا نام تحریک وقف نو رکھا گیا۔

4 اپریل 1905ء — پیشگوئیوں کے مطابق کانگڑہ میں قیامت خیز زلزلہ آیا۔

4 اپریل 1906ء — حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق چراغ دین جمونی کی وفات ہوئی۔

5 اپریل 1952ء — حضرت مصلح موعود نے خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے دفتر کا افتتاح فرمایا۔

6 اپریل 1967ء — فضلِ عمر فاونڈیشن نے علمی تصانیف میں پانچ ہزار روپے کے انعامات دینے کا اعلان کیا۔

7 اپریل 1907ء — حضرت مسیح موعودؑ کے مقابلہ میں منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ ہلاک ہوا۔

7 اپریل 1934ء — حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بیت الفضل لائل پور (فیصل آباد) کا افتتاح فرمایا۔

8 اپریل 1897ء — پنڈت لیکھرام کے قتل کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے گھر کی تلاشی لی گئی۔

8 اپریل 1921ء — حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحب نے نائیجیریا میں مشن ہاؤس کی بنیاد رکھی۔

10 اپریل 1914ء — خلافت ثانیہ میں صدر انجمن احمدیہ کا پہلا اجلاس حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی صدارت میں ہوا۔

10 اپریل 1920ء — حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے سیالکوٹ میں احمدیہ ہال کی بنیاد رکھی۔

11 اپریل 1900ء — عیدالاضحیٰ کے موقع پر ''خطبہ الہامیہ'' کا زبردست علمی نشان ظاہر ہوا۔

13 اپریل 1983ء — ربوہ میں پہلے آل پاکستان احمدیہ کبڈی ٹورنامنٹ کا افتتاح ہوا۔

16،15 اپریل 1922ء — جماعت احمدیہ کی مستقل طور پر پہلی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔

17 اپریل 1907ء — ڈاکٹر ڈوئی کے متعلق اشتہار ''فتح عظیم'' کی اشاعت ہوئی۔

18 اپریل 1976ء مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ایک روزہ سالانہ اجتماع بیت الاقصیٰ ربوہ میں ہوا۔

19 اپریل 1915ء حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

20 اپریل 1945ء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے منارۃ المسیح کے ساتھ ایک ہال اور لائبریری کی تحریک کی۔

21 اپریل 1970ء احمدیہ مشن ہاؤس کماسی کی دو منزلہ عمارت کا افتتاح ہوا۔

22 اپریل 1966ء حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے تحریک جدید کے دفتر سوم کے اجراء کا اعلان فرمایا۔

23 اپریل 1933ء قائداعظم محمد علی جناح نے بیت الفضل لندن میں تقریر فرمائی۔

24 اپریل 1908ء قادیان میں حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کا آخری جمعہ حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول نے پڑھایا۔

25 اپریل 1909ء حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی صدارت میں صدر انجمن احمدیہ نے پنجاب میں اردو کو تعلیمی زبان بنانے کیلئے قرارداد پاس کی۔

26 اپریل 1984ء صدر پاکستان ضیاء الحق نے بدنام زمانہ ''امتناع قادیانیت'' آرڈیننس جاری کیا۔

28 اپریل 1951ء سول کوارٹرز پشاور میں احمدیہ بیت الحمد کا سنگ بنیاد حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے رکھا۔

29 اپریل 1977ء ملکہ انگلستان کی سلور جوبلی کے موقع پر جماعت احمدیہ کی طرف سے ''قرآن کریم'' کا تحفہ دیا گیا۔

29 اپریل 1986ء اقوام متحدہ نے قادیانی آرڈیننس کو انسانی حقوق کے منافی قرار دیا۔

30 اپریل 1984ء حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ربوہ سے ہجرت کر کے لندن پہنچ گئے۔

(ماخوذ از تاریخی معلومات وصد سالہ تاریخ احمدیت)

☆☆☆

ضروری اعلان

بیرون از پاکستان خریداران سے التماس ہے کہ آپ کے پتہ کی چٹ پر آپ کا خریداری نمبر اور مدت خریداری دی ہوئی ہے۔ جن خریداران کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ ان کی مدت خریداری کے ساتھ سرخ رنگ کا نشان لگا ہوا ہے۔ براہ مہربانی اسے دیکھتے ہوئے اپنے چندہ کی فوری ادائیگی کر دیں۔

شرح چندہ:- 1500 پاکستانی روپے

چندہ بنک ڈرافٹ یا بذریعہ چیک بنام مینیجر ماہنامہ خالد / تشحیذ ایوان محمود ربوہ کے ایڈریس پر بھجوائیں۔ جزاکم اللہ

اگر آپ چندہ کی بروقت ادائیگی نہیں کر سکتے تو براہِ مہربانی بذریعہ خط ہمیں مطلع کر دیں کہ آپ چندہ بعد میں ادا کر دیں گے۔ اس پر آپ کا رسالہ جاری رکھا جائے گا۔

مینیجر ماہنامہ خالد / تشحیذ

ٹیبل ٹینس

(مکرم چوہدری محمد جمیل صاحب۔ مجلس نارتھ کراچی)

ٹیبل ٹینس کے کھیل کو بہت سے لوگ نہایت درجہ کا بور اور فضول کھیل سمجھتے ہیں۔ مگر یہ خیال ان لوگوں کا ہی ہوتا ہے جنہیں یہ کھیل کھیلنے کا کبھی موقع نہ ملا ہو۔ اگر آپ ایک دو بار بھی یہ کھیل کھیلیں تو آپ اس میں کافی دلچسپی محسوس کریں گے۔ ممکن ہے بعض لوگ کہیں کہ ہم نے تو دو ایک بار یہ کھیل کھیلا بھی ہے مگر پھر بھی ہمیں یہ کوئی خاص دلچسپ کھیل معلوم نہیں ہوتا۔ تو جناب یہاں پر ہم آپ کو ایک راز کی بات بتا دیتے ہیں جو یہ ہے کہ اگر آپ ٹیبل ٹینس کو پرکھنا چاہتے ہیں تو شروع کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھیں کہ کسی اپنے جیسے ہی نو وارد اور اناڑی کھلاڑی کے ساتھ اس کھیل کو شروع کریں۔ اگر آپ ابتداء میں ہی کسی ماہر کھلاڑی کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیں گے تو زیادہ امکان اس بات کا ہے کہ آپ جلد ہی بور ہو جائیں گے۔ اور اگر آپ بور نہ بھی ہوئے تو بھی آپ کا ساتھی ماہر کھلاڑی بہر حال آپ کے ساتھ کھیلتے ہوئے بور ہو جائے گا۔ ساتھیو! آزمائش شرط ہے ہمارے مشورے پر عمل کر کے دیکھیں گے تو نتیجہ آپ کے سامنے آئے گا۔

ایک اور غلط فہمی جو ٹیبل ٹینس کے متعلق پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کھیل کو نازک اندام لوگوں یا لڑکیوں کا کھیل کہہ دیا جاتا ہے۔ بعض لوگ تو یہ سمجھتے ہیں ہیں کہ ایک معمولی سا ریکٹ اور ایک ہلکی سے گیند کے ساتھ کھیلنے سے کیا ورزش ہونی ہے۔ بہتر ہے کہ کوئی سخت کھیل کھیلا جائے۔ مگر ان لوگوں کے لئے عرض ہے کہ وہ کبھی ٹیبل ٹینس کے ماہر کھلاڑیوں کو کھیلتے ہوئے دیکھ لیں تو ان کو بخوبی اس بات کا احساس ہو جائے گا کہ اس کھیل میں کتنی طاقت اور مہارت کا استعمال ہوتا ہے۔ نہ صرف پورے جسم بلکہ دماغ کا زور بھی ٹیبل ٹینس میں نہایت درجہ پر درکار ہوتا ہے۔ جہاں کوئی کھلاڑی ذرا سی غفلت کا مظاہرہ کرتا ہے دوسرا کھلاڑی فوراً کھیل پر اپنی گرفت مضبوط کر لیتا ہے۔ تھوڑی دیر میں ہی کھلاڑی پسینے سے شرابور ہو جاتے ہیں۔ الغرض ٹیبل ٹینس جسمانی اور دماغی دونوں لحاظ سے ورزش کا بہترین ذریعہ ہے۔

اس کھیل کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسے ہر عمر کے اشخاص یعنی بچے، نوجوان اور ادھیڑ عمر کے لوگ بڑی دلچسپی کے ساتھ کھیل سکتے ہیں۔ اسی طرح لڑکیاں اور عورتیں بھی اس کھیل کے ذریعہ اپنے آپ کو ذہنی و جسمانی طور پر فٹ رکھ سکتی ہیں۔

یہ کھیل جسے ابتداء میں پنگ پانگ کہا جاتا تھا۔ اس کا آغاز بیسویں صدی میں ہوا۔ ۱۹۲۱ء میں اس کا نام ٹیبل ٹینس

رکھا گیا۔ ابتداء میں ٹیبل ٹینس لندن میں کھیلا گیا مگر کچھ عرصہ کے بعد اس کھیل نے یورپ میں اور رفتہ رفتہ دنیا کے دیگر ممالک میں مقبولیت حاصل کر لی۔ ۱۹۲۶ء میں ٹیبل ٹینس کی انٹرنیشنل فیڈریشن قائم کی گئی۔ ۱۹۲۷ء میں پہلی مرتبہ لندن میں عالمی کپ کا مقابلہ ہوا جس میں ہنگری نے اوّل پوزیشن حاصل کی۔

آج کل سویڈن، چائنا، شمالی وجنوبی کوریا وغیرہ کی ٹیموں کے درمیان اوّل آنے کے لئے بڑا کانٹے دار مقابلہ رہتا ہے۔ ۲۰۰۱ء میں ہونے والی حالیہ چمپئین شپ میں چائنا نے مردوخواتین دونوں کے مقابلہ میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔

پاکستان میں ٹیبل ٹینس کو وہ مقام نہیں دیا گیا جس کا یہ حق دار ہے۔ یہ کھیل ہر طبقہ کے لوگ خاص کر غرباء اور سفید پوش طبقہ کے لوگ بھی باآسانی کھیل سکتے ہیں کیونکہ اس کھیل میں زیادہ رقم یا زیادہ بڑی جگہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ٹیبل کی لمبائی 9 فٹ چوڑائی 6 فٹ اور اونچائی 2.50 فٹ ہوتی ہے۔ ایک نارمل سائز کے خالی کمرے میں بھی ٹیبل رکھ کر یہ کھیل شروع کیا جاسکتا ہے۔ کئی لوگ تو اپنی ڈائننگ ٹیبل کو بھی استعمال میں لے آتے ہیں۔ الغرض شہر ہو، گاؤں ہو یا دیہات ہر جگہ باآسانی یہ کھیل شروع کیا جاسکتا ہے اور یوں ہم اپنے وقت کو فضول قسم کے کھیل تماشوں کی بجائے تعمیری کھیل میں استعمال کر سکتے ہیں۔

☆☆☆

ضروری اعلان

مندرجہ ذیل ایڈریسز پر ماہنامہ خالد وتشحیذ وصول نہیں کیا جارہا اور رسالہ واپس دفتر آجاتا ہے۔ ممکن ہے یہ ایڈریسز درست نہ ہوں یا تبدیل ہوگئے ہوں۔ اگر کسی دوست کو ان احباب کا صحیح ایڈریس معلوم ہو تو مہربانی فرما کر دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں۔

مینیجر ماہنامہ خالد وتشحیذ
دفتر ایوان محمود ربوہ دارالصدر جنوبی تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ

KNO:410 EXP:
MR. SHAH AZHAR AHMAD
HANS SHACHS STR-5
65428 RUSSELSHEIM WE-5 GERMANY

KNO: EXP:
TARIQ MAHMOOD
ALBREEFIT STR-12 A
38350 - HELRMSTEDT GERMANY

KNO:481 EXP:
ABDUL SALAM KANG
THAEL MANN STR-12.B
64546 MOEREELDON
GERMANY

TNO:602 EXP:
TAHIR AHMAD
WITTGEN STEINER STR - 30
35091 STERZHAUSEN GERMANY

TNO:570 EXP:
MUNAWAR HUSSAIN
WEHRMANN SRT. 2A 21109 HAMBURG
GERMANY

KNO:689 EXP:
MUHAMMAD ATHAR
159 RONTED OBERHAUSBERGEN
67200 STRASBOURG FRANCE

K.NO سے مراد خالد نمبر اور T.NO سے مراد تشحیذ الاذہان نمبر ہے۔

☆☆☆

مزاح

ایک شگفتہ تحریر

(پطرس بخاری)

ماں کی مصیبت

ماں بچے کے لئے بیٹھی ہے بچہ انگوٹھا چوس رہا ہے اور دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا ہے، بچہ حسب معمول آنکھیں کھولے پڑا ہے، ماں محبت بھری نگاہوں سے اس کو تک رہی ہے اور پیار سے حسب ذیل باتیں پوچھتی ہے۔

۱۔ وہ دن کب آئے گا جب تو میٹھی میٹھی باتیں کرے گا۔

۲۔ بڑا کب ہوگا؟ مفصل لکھو۔

۳۔ دولہا کب بنے گا اور دولہن کب بیاہ کر لائے گا؟ اس میں شرمانے کی ضرورت نہیں۔

۴۔ ہم بڈھے کب ہوں گے؟

۵۔ تو کب کمائے گا؟

۶۔ آپ کب کھائے گا اور ہمیں کب کھلائے گا؟ باقاعدہ ٹائم ٹیبل بنا کر واضح کرو۔

بچہ مسکراتا ہے اور کیلنڈر کی مختلف تاریخوں کی طرف اشارہ کرتا ہے تو ماں کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ جب ننھا ہونٹ نکال کر رونی صورت بناتا ہے تو یہ بے چین ہو جاتی ہے۔ سامنے پنگوڑا لٹک رہا ہے، سلانا ہو تو افیون کھلا کر اس میں لٹا دیتی ہے، رات کو اپنے ساتھ سلاتی ہے، باپ کے ساتھ دوسرا بچہ سوتا ہے، جاگ اٹھتا ہے تو جھٹ چونک پڑتی ہے اور محلے والوں سے معافی مانگتی ہے کچی نیند میں رونے لگتا ہے تو بچاری ممتا کی ماری آگ جلا کر دودھ ابال دیتی ہے۔ صبح جب بچے کی آنکھ کھلتی ہے تو آپ بھی اٹھ بیٹھتی ہے، اس وقت تین بجے کا عمل ہوتا ہے۔ دن چڑھے منہ دھلاتی ہے، آنکھوں میں کاجل لگاتی ہے اور جی کڑا کر کے کہتی ہے ''کیا چاند سا مکھڑا نکل آیا۔ واہ۔ واہ''

دھوبی آج کپڑے دھو رہا ہے

بڑی محنت کرتا ہے، شام کو بھٹی چڑھاتا ہے، دن بھر بیکار بیٹھا رہتا ہے۔ کبھی بیل پر لادی لادتا ہے اور گھاٹ کا رستہ لیتا ہے۔ کبھی نالے پر دھوتا ہے، کبھی دریا پر تا کہ کپڑوں والے نہ پکڑ سکیں۔ جاڑا ہو تو سردی ستاتی ہے، گرمی ہو تو دھوپ جلاتی ہے صرف بہار کے موسم میں کام کرتا ہے، دوپہر ہونے کو آئی، اب تک پانی میں کھڑا ہے، اسے ضرور سرسام ہو جائے گا، درخت کے نیچے بیل بندھا ہے، جھاڑی کے پاس کتا بیٹھا ہے، دریا کے اس پار گلہری دوڑ رہی ہے، دھوبی اسی سے جی بہلاتا ہے۔

دیکھنا دھوبن روٹی لائی ہے، دھوبی کو بہانہ ہاتھ آیا ہے، کتے نے بھی کان کھڑے کر دیئے، اب دھوبی دریا سے نکلے گا۔ دریا کا پانی پھر نیچا ہو جائے گا۔

میاں دھوبی! یہ کتا کیوں پال رکھا ہے؟ صاحب کی کہاوت کی وجہ سے، اور پھر یہ تو تمہارا چوکیدار ہے، دیکھئے امیروں کے کپڑے میدان میں پھیلے پڑے ہیں کیا مجال کوئی پاس آ جائے، جو ایک دفعہ کپڑے دے جائیں پھر واپس نہیں لے جا سکتے۔ میاں دھوبی تمہارا کام بہت اچھا ہے۔ میل کچیل سے پاک وصاف کرتے ہو، ننگا پھراتے ہو۔

☆☆☆

مجلس انصار اللہ امریکہ کی مطبوعات

(قائد صاحب اشاعت مجلس انصار اللہ امریکہ)

مجلس انصار اللہ امریکہ ملکی ضروریات کے موافق وقتاً فوقتاً مطبوعات کا اہتمام کرتی رہتی ہے۔ جن میں مستقل شائع ہونے والے رسائل، کتب اور پوسٹر ہیں۔ ان مطبوعات کا بنیادی مقصد دعوت الی اللہ، تعلیم اور تربیت ہے۔

☆ مجلس انصار اللہ دو مستقل مطبوعات شائع کرتی ہے۔ ماہنامہ ''انصار'' اور سہ ماہی ''النحل''۔ ماہنامہ انصار مجلس انصار اللہ امریکہ کی خبروں، اعلانات اور رپورٹوں پر مشتمل ہوتا ہے اور ملک بھر کے سب انصار کو مفت بھیجا جاتا ہے۔ یہ ماہنامہ عموماً چار صفحات پر مشتمل ہوتا ہے اور انگریزی میں ہوتا ہے۔

☆ سہ ماہی ''النحل'' بھی انگریزی زبان میں شائع ہوتا ہے اور ۲۴ یا اس سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس میں تعلیمی، تربیتی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ ایک مقبول موضوع جو اکثر النحل میں شامل ہوتا ہے ''میں نے (دین حق) کیسے قبول کیا ہے'' جو نو مبائعین اپنے قبول حق کے سلسلے میں تحریر کرتے ہیں۔ یہ رسالہ امریکہ کے سب انصار کو بلا معاوضہ مہیا کیا جاتا ہے۔ دیگر احباب ۱۰ ڈالر سالانہ پر حاصل کر سکتے ہیں۔ بیرون ملک کے احباب کے لئے زر مبادلہ ۱۵ ڈالر ہے۔ احمدیہ اور دیگر لائبریریوں کو یہ رسالہ بلا معاوضہ ان کی درخواست پر مہیا کیا جا سکتا ہے۔

☆ نماز مومن کی معراج ہے اور دین کا بنیادی عملی رکن۔ مجلس انصار اللہ امریکہ نے اس سلسلہ میں ایک 18x24 انچ سائز کا پوسٹر شائع کیا ہے۔ پوسٹر موٹے کاغذ پر شائع کیا گیا ہے تا کہ اسے دیوار پر فریم کے بغیر یا فریم کے ساتھ آویزاں کیا جا سکے۔ پوسٹر میں نماز کے الفاظ عربی میں دیئے گئے ہیں۔ پھر انگریزی میں انہیں پڑھنے کا طریقہ درج کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ان الفاظ کا انگریزی میں ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہ تین مختلف رنگ میں چھاپے گئے ہیں۔ نماز کے الفاظ کے ساتھ نماز کے مختلف ارکان کو ادا کرنے کا طریق رنگین تصویروں میں دکھایا گیا ہے۔ یہ پوسٹر امریکہ میں ۲ ڈالر فی پوسٹر مہیا ہے۔ یہ پوسٹر جماعت کے سب چھوٹوں بڑوں کے نماز سیکھنے کے لئے فائدہ مند ہے۔ غیر از جماعت دوستوں کو یہ پوسٹر بطور تحفہ دینا کئی لحاظ سے مفید ہے۔ اگر انہیں ایسا پوسٹر مہیا کریں تو یہ تحفہ ان کے نماز سیکھنے میں معاون ہوگا۔ اس پوسٹر سے انہیں علم ہوگا کہ بفضل الٰہی احمدیوں کا طریقہ نماز سنت نبوی کے مطابق ہے۔ اگر یہ پوسٹر غیر مسلموں کو بطور تحفہ دیا جائے تو انہیں علم ہوگا کہ دینی عبادت اپنے اندر کیسا روحانی رنگ رکھتی ہے۔

☆ ارشادات نبی ﷺ ہر مسلمان کے لئے مشعل راہ ہیں اور غیر مسلموں کو آپ کا پیارا چہرہ دکھاتے ہیں۔ مجلس انصار اللہ امریکہ نے احادیث پر مشتمل کتاب Words of Wisdom شائع کی ہے۔ یہ احادیث روزمرہ معاملات سے تعلق رکھتی ہیں۔ کتاب کو پڑھنے کے لئے کھولیں تو بائیں طرف حدیث عربی زبان میں حوالہ کے ساتھ دی گئی ہے۔ حدیث کے نیچے آسان زبان میں اردو ترجمہ درج کیا گیا ہے۔ دائیں صفحہ پر مختصر درود خوبصورت عربی خط میں دیا گیا ہے اور بائیں طرف مسجد نبوی کا عکس دیا گیا ہے۔ کتاب کے شروع میں حدیثوں سے پہلے کتب احادیث اور ان کے جمع

کرنے والوں کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں آنحضرت ﷺ کی زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات تاریخ وار جمع کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کا افتتاحیہ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت ہائے متحدہ امریکہ نے تحریر فرمایا ہے۔ یہ کتاب تین سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب اعلیٰ سفید کاغذ پر شائع کی گئی ہے اور ۵ ڈالر میں مل سکتی ہے۔ ہر ایک کی دینی تعلیم و تربیت کے لئے یہ ایک عمدہ کتاب ہے اور اپنے دوستوں کو بطور تحفہ بھی پیش کی جاسکتی ہے۔

☆ جماعت احمدیہ کے اراکین کی تعلیم و تربیت کے لئے مجلس انصار اللہ نے کتاب Synopsis of Preaching شائع کی ہے۔ یہ کتاب مولانا عطاء اللہ کلیم مرحوم کی تحریر فرمودہ ہے۔ اور اس میں اختلافی مسائل کا ذکر ہے۔ یہ کتاب ۱۶۰ سے زیادہ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ کتاب کے آخر میں مذہب کی ضرورت پر علمی مضمون شامل ہے۔ یہ کتاب انگریزی میں ہے اور عمدہ سفید کاغذ پر شائع کی گئی ہے اور امریکہ میں ۲ ڈالر میں مہیا ہے۔ مذہبی گفتگو کے سلسلہ میں یہ کتاب بہت مفید ہے۔

☆ جماعت احمدیہ امریکہ کے معروف رکن ڈاکٹر یوسف لطیف صاحب کی تحریر کردہ کتاب Razzaq and Farida مجلس انصار اللہ امریکہ نے بچوں کی تربیت کے لئے عمدہ سفید کاغذ پر شائع کی ہے۔ کہانی کے ہر دوسرے صفحہ پر بچوں کے ہاتھ کی بنائی رنگین تصاویر ہیں۔ کہانی آسان انگریزی زبان میں عمدہ پیرائے میں بیان کی گئی ہے۔ نہ صرف اپنے بچوں کے لئے بلکہ اپنے عزیزوں، اور دوستوں کے بچوں کے لئے بھی مناسب تحفہ ہے۔ یہ کتاب ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے اور 1.50 ڈالر میں مل سکتی ہے۔

☆ ہر احمدی کے لئے ضروری ہے کہ وہ دس شرائط بیعت کو ہمیشہ مدنظر رکھے اور ان کی پابندی کرنا اپنی زندگی بھر کا مطمح نظر بنائے۔ احباب جماعت کو دس شرائط بیعت مہیا کرنے کے لئے مجلس انصار اللہ امریکہ نے انہیں انگریزی زبان میں جیبی سائز میں شائع کیا ہے۔ انہیں حسب ضرورت مجلس انصار اللہ امریکہ سے بلا معاوضہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہ عمدہ کاغذ پر رنگین حاشیے کے ساتھ شائع کی گئی ہیں۔

☆ پچھلے چند سالوں میں مجلس انصار اللہ امریکہ نے ''النحل'' کے کئی خصوصی نمبر شائع کئے ہیں۔ جن میں سے دو کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔ براعظم امریکہ میں جماعت کے پہلے مربی حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے حالات پر مشتمل خصوصی شمارے میں بہت ساری یادگاری تصاویر اور واقعات جمع کردیئے گئے ہیں۔ اس شمارے کی کاپیاں ۲ ڈالر فی رسالہ حاصل کی جاسکتی ہیں۔ یہ رسالہ ۶۰ صفحات پر مشتمل ہے اور انگریزی زبان میں ہے۔

☆ ڈاکٹر عبدالسلام مرحوم کے اپنے اور ان کے متعلق متعدد مضامین پر مشتمل خصوصی شمارے میں ان کی بہت ساری یادگار تصاویر بھی دی گئی ہیں۔ جن میں سے بہت ساری رنگین تصویریں ہیں۔ اس شمارے میں ان کے بارے میں ان کے بہن بھائیوں اور جاننے والوں کے مضامین اور ان کے اعزاء کے تاثرات بھی شامل کئے گئے ہیں۔ یہ رسالہ 200 صفحات پر مشتمل ہے۔ انگریزی زبان میں ہے اور ۳ ڈالر میں مل سکتا ہے۔ مندرجہ بالا مطبوعات مندرجہ بالا پتہ سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ لائبریریوں اور دعوت الی اللہ کے مراکز کو نمونے کی کاپیاں بلا معاوضہ بھی مہیا کی جاسکتی ہیں۔

Ansar Publications

Baiturrahman

15000 Good Hope Road

Silver Spring MD 20905 U.S.A

☆☆☆

شالامار باغ

مغلیہ عہد کا حسین شاہکار

(مکرم جاوید اقبال صاحب۔ملتان)

لاہور۔سبزے کا شہر، درختوں کا شہر، باغات کا شہر۔

بارہ دری حضوری باغ سے لے کر شالامار باغ تک باغوں ہی باغوں کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔لاہور کی تاریخ ان باغوں کے تذکروں سے بھری پڑی ہے۔یہ تذکرے قدیم دور کی داستانیں دہراتے ہیں۔ان میں ہمارا ماضی دفن ہے۔وہ ماضی جو صرف اور صرف یادگاروں کے روپ میں زندہ ہے۔اسی ماضی کا ایک زندہ فسانہ شالامار باغ ہے۔

پرانا لاہور...... بارہ دروازوں کی چاردیواری میں مقید تھا۔کہا جاتا ہے کہ جس وقت شہر کی بنیاد رکھی گئی تو اس کے اردگرد خوبصورت باغ بنایا گیا تا کہ عروس البلاد لاہور کی نفاست اور خوبصورتی برقرار رہے اور صحت عامہ اور تفریح کے ہر ممکن ذرائع میسر آ سکیں۔یہ باغ ایک عرصہ تک مہکتا رہا حتیٰ کہ بلدیہ کا ظہور ہوا اور اسے اس ادارہ کی ''حسن کارکردگی'' کی نظر کھا گئی۔یہ باغ اجڑنا شروع ہوا اور آج یہ اپنی بربادی پہ آنسو بہا رہا ہے۔

لاہور کی تاریخ میں کئی قدیم باغوں کا ذکر آتا ہے جن میں باغ آلوالیہ، باغ جمعدار خوشحال سنگھ، باغ راجہ تیجا سنگھ، باغ راجہ دینا ناتھ، باغ رتن چند ڈاڑھی والا، باغ مہان سنگھ، ڈیوڑھی باغ، باغ نواب وزیر خان، باغ زیب النساء، باغ بارہ دری کامران اور گول باغ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ان باغوں میں سے زیادہ مغلیہ دور میں بنائے گئے۔یہ اُس وقت کی بات ہے جب باغ بانی باقاعدہ طور پر ایک قابل عزت فن تھا۔

بڑے بڑے مشہور باغبان بادشاہوں سے انعامات پاتے تھے اور عوام الناس میں بھی سیر و تفریح کا بے حد شعور تھا۔آج ان باغات کی داستان قصہ پارینہ بن کر رہ گئی ہے۔نیا لاہور ان ہی سرسبز گوشوں میں ابھر رہا ہے جو کبھی سیر و تفریح کا مرکز تھے۔

ان تمام باغات میں شالامار باغ ہی وہ گوشہ فردوس ہے جو ابھی تک اپنی پرانی عظمت اور خوبصورتی کا امین ہے۔اسے دیکھ کر آج بھی مغلیہ سلطنت کا جاہ و جلال نظروں کے سامنے گھوم جاتا ہے۔اس باغ کی بہتی ہوئی آبشاروں اور فواروں سے ابلتے ہوئے پانیوں کی لہریں دلوں میں تلاطم پیدا کر دیتی ہیں۔سربفلک درختوں کی گھنی چھاؤں تلے بیٹھ کر زندگی کی کئی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔محبت اور خوشی کے نغمے اس فضا سے جنم لیتے ہیں اور کئی فسانے پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔

شالامار باغ کی تاریخ خود کئی رنگین واقعات کا مجموعہ ہے۔کہا جاتا ہے کہ ۱۶۳۶ء میں جب شہنشاہ شہاب الدین شاہ جہاں لاہور آیا تو اس کے دل میں لاہور کی خوبصورتی اور دلکشی کو دیکھ کر یہ خواہش پیدا ہوئی کہ یہاں ایک باغ بنایا جاوے۔چنانچہ اُس نے اپنے نامور انجینئر علی مراد خان کو حکم دیا کہ لاہور کے نواح میں کوئی ایسا موزوں مقام تلاش کیا جائے جہاں ایک خوبصورت باغ بنایا جا سکے۔علی مراد خان نے شہنشاہ کے حکم کے روبرو سر تسلیم خم کیا۔اس کی نگاہ انتخاب

قصبہ باغبانپورہ کے متصل ایک وسیع قطعہ اراضی پر پڑی یہ قطعۂ زمین مہر مہنگا کی ملکیت تھا۔ شاہ جہان نے اسے منہ مانگی قیمت دینا چاہی مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا اور یہ زمین نذرانہ کے طور پر بادشاہ کی خدمت میں پیش کر دی۔ شاہ جہان اس کی وسیع القلبی سے بے حد متاثر ہوا اور اس نے باغ کی تکمیل کی نگرانی اور حفاظت کے تمام فرائض مہر مہنگا کو سونپ دیئے جو ایک عرصہ تک اس کی اولاد کو منتقل ہوتے چلے گئے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شاہ جہان نے شالا مار باغ کو کشمیر کے شالا مار باغ کی طرز پر بنانے کا فیصلہ کیا تھا۔ شاہ جہان نے اس امر کا اظہار ماہرین تعمیرات سے کیا جنہوں نے اسی طرز سے مشابہ نقشے تیار کئے۔ شاہ جہان کے سامنے جب تمام نقشے پیش کئے گئے تو اسے مشہور ماہر تعمیرات جانی کا نقشہ پسند آیا۔ پھر علی مراد اور نواب فاضل خان مہر کی زیر نگرانی اسی نقشے کے مطابق شاہ جہان کی آرزوئیں شالا مار باغ کے روپ میں جلوہ گر ہوئیں۔

شالا مار باغ کا سنگ بنیاد ۱۶۳۷ء میں رکھا گیا اور یہ پانچ سال کے عرصہ میں تیار ہوا۔ اس پر اُس زمانہ کے چھ لاکھ روپے صرف ہوئے۔ باغ کے مکمل ہونے پر دریائے راوی کو کاٹ کر مادھوپور کے مقام پر ایک نہر نکالی گئی جو شالا مار باغ تک لائی گئی۔ یہ شاہ نہر کہلاتی تھی۔ اس نہر پہ اس وقت ۲ لاکھ روپے خرچ آیا۔

شالا مار باغ ۱۶۴۲ء میں مکمل ہوا۔ شاہ جہاں کو جب یہ اطلاع دی گئی کہ باغ تیار ہو گیا ہے تو وہ بنفس نفیس اسے دیکھنے کے لئے آیا۔ اور اسے اس باغ کی خوبصورتی، اس کی پرتکلف عمارتیں، حمام، آبشاریں، تالاب، سنگ مرمر وغیرہ کے تخت اور فوارے اتنے حسین لگے اور من کو بھائے کہ وہ بہت خوش ہوا۔ باغ اتنا وسیع تھا اور اس کی عمارتیں اس قدر کثیر تھیں کہ جب کبھی شاہ جہاں لاہور آتا خواہ اس کی بیگمات اور شہزادیاں ساتھ ہوتیں وہ یہیں قیام کرتا۔ ابتداء میں شالا مار باغ درحقیقت سات تختوں میں منقسم تھا اور اس کا شمار عظیم الشان باغوں میں ہوتا تھا۔ مگر ایام کی ستم ریزیوں سے یہ تمام حصے برقرار نہ رہ سکے۔ اب صرف تین تخت باقی ہیں۔ چار تختے یوں مٹے جیسے ان کا نام و نشان کبھی تھا ہی نہیں۔ موجودہ شالا مار باغ تین تختوں پر مشتمل ہے۔ مٹنے والے چار تختوں کا تذکرہ تاریخ میں ملتا ہے وہ یہ تھے۔ انگوری باغ، عنایت باغ، مہتابی باغ اور گلابی باغ۔ کہا جاتا ہے کہ انگوری باغ میں صرف انگور کی بیلیں تھیں جنہیں دیکھنے سے فرحت محسوس ہوتی تھی۔ عنایت باغ میں نہایت حسین اور خوبصورت عمارات تھیں مہتابی باغ میں چاندنی کا سماں رہتا تھا۔ ۱۸۳۳ء میں ایک انگریز سیاح ہنری مور کرافٹ کشمیر، تبت اور لداخ وغیرہ کا سفر کرتے ہوئے جب لاہور پہنچا تو رنجیت سنگھ نے اس کے قیام کا بندوبست شالا مار باغ میں کیا۔ جس عمارت میں یہ سیاح ٹھہرا وہ بارہ دری کے قریب کنویں کے اوپر موجود ہے۔ اس پر سیاح کا نام اب تک مرکوز ہے۔ اس سے قبل بھی مغلیہ دور میں شاہی مہمان شالا مار باغ میں ٹھہرا کرتے تھے۔ اور اکثر شہزادوں اور شہزادیوں کی شادیاں بھی اسی گوشۂ فردوس میں ہوتی تھیں۔ رقص و سرود اور جام و مینا کی محفلیں یہیں منعقد ہوا کرتی تھیں اور دربار لگا کرتے تھے۔ سکھوں کے قبضہ کے دوران اس باغ کو بہت زیادہ نقصان پہنچا۔ پھر سکھوں کے بعد انگریزوں نے اس باغ پر قبضہ کر لیا اور اس کی دیکھ بھال شروع کی مگر اس کی سرسبزی و شادابی اور خیرہ کن خوبصورتی کو نہ لوٹا سکے۔

ملیریا (Malaria)

(مکرم حافظ عبدالسلام مبشر صاحب۔ ربوہ)

اگر تاریخ پر نگاہ دوڑائی جائے تو معلوم ہوگا کہ ملیریا ہر تہذیب اور ہر دور میں پایا جاتا رہا ہے۔ خواہ وہ مصر ہو یا چین۔ ہندوستان ہو یا ایران۔ اٹلی ہو یا یونان۔ یہاں تک کہ ڈائناسورز کے زمانے میں بھی یہ ملتا ہے۔

ملیریا وہ بیماری ہے جس نے نہ صرف بنی نوع انسان کے ساتھ موت کا کھیل کھیلا بلکہ اس کی معیشت اور سیاست کو بھی نشانہ بنایا۔ ملیریا نے دوسری مہلک بیماریوں کی طرح بڑے پیمانے پر لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پرانے زمانے میں جب ابھی ملیریا کا کوئی علاج نہ تھا جس شخص کو بھی ملیریا ہوتا موت اس کا مقدر بن جاتی۔

ملیریا (Malaria) اٹالین لفظ ہے۔ یہ دو الفاظ کا مجموعہ ہے۔ ایک Mala یعنی ''خراب'' اور دوسرا Arial یعنی ''ہوا'' تقریباً دو ہزار سال پہلے اطباء ملیریا کو ایک ایسی بیماری بیان کرتے تھے جس میں جسم ٹوٹتا، سردی لگتی اور دوبارہ اس بیماری کا حملہ ہو جاتا۔ اس وقت یہ اخذ کیا گیا کہ وہی لوگ ملیریا میں مبتلا ہوتے ہیں جو دلدلی علاقوں کے قریب رہتے ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ دلدل ہوا کو مسموم کر دیتی ہے اور اس زہریلی ہوا میں سانس لینے سے ملیریا ہو جاتا ہے۔

پرانے زمانے میں یہ خیال بھی کیا گیا کہ دلدلی علاقوں کا پانی پینے سے ملیریا پھیلتا ہے۔ تجربہ کے طور پر کچھ لوگوں نے وہاں کا پانی پیا مگر انہیں ملیریا نہ ہوا۔ لہذا یہ نظریہ غلط ثابت ہوا۔ تقریباً انیسویں صدی کے درمیان میں یہ معلوم ہوا کہ بہت سی بیماریاں بیکٹیریا (Bacteria) سے پھیلتی ہیں۔ کچھ محققین نے سوچنا شروع کیا کہ ہو نہ ہو ملیریا کو پیدا کرنے والا بھی کوئی بیکٹیریا ہو سکتا ہے۔ جو بیمار آدمی کے خون میں رہتا ہے۔ اس لئے انہوں نے ملیریا کے مریضوں یا جو ملیریا سے مر گئے تھے کا خون لے کر خوردبین میں دیکھنا شروع کیا۔

ملیریا کا ذمہ دار

پلازموڈیم (Plasmodium)

۱۸۷۸ء میں فرانس کی آرمی کے ایک ڈاکٹر Laveran نے ملیریا پر تحقیق شروع کی اور دو سال کے بعد اس نے اپنی رپورٹ پیش کی۔ جب اس نے خوردبین کے ذریعہ ملیریا کے مریض کے خون کو دیکھا تو اسے چھوٹے چھوٹے جاندار سے نظر آئے جنہیں اس نے ملیریا کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ مگر بعضوں نے اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ تقریباً پانچ سال کے بعد یہی چھوٹے چھوٹے جاندار اٹلی اور الجیریا (Algeria) کے سائنسدانوں نے ملیریا کے مریضوں کے خون میں مشاہدہ کئے۔ جنہیں ۱۸۸۳ء میں Plasmodium کا نام دیا گیا۔ اب سوال یہ تھا کہ اگر پلازموڈیم ہی ملیریا کا ذمہ دار ہے تو اسے ملیریا کے ہر مریض کے خون میں ہونا چاہیئے جس کے لئے بہت سے تجربات کئے گئے اور ثابت ہوا کہ ملیریا، پلازموڈیم کے باعث ہے۔

یہ بھی دیکھا گیا کہ اگر دلدلی علاقوں سے پانی نکال دیا جائے تو ملیریا بہت حد تک کم ہو جاتا ہے۔ ان مشاہدات سے یہ نتیجہ نکلا کہ پلازموڈیم پانی میں نہیں ہوتا بلکہ اس کا تعلق کسی اور چیز سے ہے جو دلدلی پانی نکال دینے سے غائب ہو جاتی ہے۔

ملیریا اور مچھر

۱۸۷۱ء میں اٹلی کے ایک سائنسدان نے تجویز پیش کی تھی کہ ملیریا مچھروں کے ذریعہ پھیلتا ہے۔ یہ مشاہدہ ان حقائق پر مبنی تھا کہ جب دلدلی علاقوں سے پانی نکال دیا جائے تو مچھروں کی افزائش کم ہو جاتی ہے۔ جس سے یہ بیماری بھی کم ہو جاتی ہے۔

آخر کار انیسویں صدی میں بہت سے امریکی سائنسدانوں نے ثابت کر دیا کہ مچھر ہی اس بیماری کو پھیلانے کا سبب ہیں۔ ایک امریکی سائنسدان A.F.A King نے ۱۸۸۳ء میں ایک نظریہ پیش کیا جس کے اہم نکات درج ذیل ہیں۔

۱۔ جو لوگ کمروں میں سوتے ہیں ان کی نسبت ان لوگوں کو ملیریا زیادہ ہوتا ہے جو باہر سوتے ہیں۔

۲۔ جو مچھر دانی استعمال کرتے ہیں انہیں ملیریا کم ہوتا ہے۔

۳۔ اسی طرح جو دھوئیں کے قریب سوتے ہیں انہیں بھی ملیریا کم ہوتا ہے۔

لیکن یہ مشاہدات King کے نظریے: ''مچھر ملیریا پھیلانے کے ذمہ دار ہیں'' کو ثابت کرنے کے لئے ناکافی تھے۔

مچھر، پلازموڈیم اور ملیریا

۱۸۸۰ء میں ایک برطانوی ڈاکٹر Ronald Ross نے ملیریا پر تحقیق شروع کی۔ جب یہ ثابت ہوا کہ پلازموڈیم ملیریا کا ذمہ دار ہے تو اس کے ذہن میں یہ بات آئی کہ آیا مچھر جب انسان کو کاٹتا ہے تو اس کے جسم میں پلازموڈیم پائے جاتے ہیں۔ تجربہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مچھر کا معدہ ان طفیلی پلازموڈیم کے لئے قدرتی گھر ہے۔

دوسرے تجربے میں Ross نے بہت سے پرندے لئے جن کے خون میں بہت سے طفیلی جاندار (پلازموڈیم) پائے جاتے تھے Ross نے مچھروں کو ان ملیریا زدہ پرندوں کو کاٹنے دیا۔ مچھروں کے خون چوسنے کے مختلف اوقات میں اس نے کچھ مچھروں کو مارا اور خوردبینی مطالعہ کیا۔ اس طرح معلوم ہوا کہ پلازموڈیم مچھروں کے معدے کی دیواروں میں پرورش پا رہے ہیں۔ اور اپنی تعداد میں اضافہ کر رہے ہیں اور آخر کار مچھروں کے تھوک پیدا کرنے والے غدودوں میں پہنچ رہے ہیں۔ تب Ross نے کچھ مچھروں کو صحت مند چڑیوں کو کاٹنے دیا۔ پھر چڑیوں کے خوردبینی مطالعہ سے معلوم ہو گیا کہ پلازموڈیم ان کے خون میں حرکت کر رہے ہیں جب کہ صحت مند چڑیوں کو ملیریا ہو گیا۔

Ross نے تجربہ کے لئے چڑیوں کا انتخاب اس لئے کیا کہ ایک تو ان میں ملیریا کی علامات انسانوں میں ملیریا کی علامات سے ملتی جلتی ہیں اور دوسرے ان دنوں جسے ملیریا ہوتا وہ مر ہی جاتا کیونکہ یہ مرض اس وقت لا علاج تھا۔

Ross نے اس تجربہ سے اخذ کیا کہ اسی طرح کا تعلق انسان مچھر اور پلازموڈیم کے مابین ہو سکتا ہے۔ اس نے یہ بھی دریافت کیا کہ مچھروں کی قسم Culex پلازموڈیم کو پرندوں میں منتقل کرتی ہے یہ قسم انسانوں میں ملیریا نہیں پھیلا سکتے جب کہ انسانوں میں مچھروں کی قسم Anopheles پلازموڈیم کو منتقل کرتی ہے اور یہ قسم پرندوں میں ملیریا نہیں پھیلا سکتی۔

۱۸۹۸ء میں اٹلی کے سائنسدان Grassi نے انسانوں پر تجربات کئے جن سے یہ ثابت ہوا کہ Plasmodium ایک طفیلیا ہے۔ جو اپنی زندگی کا مدار دو میزبانوں یعنی انسان اور مچھر میں مکمل کرتا ہے۔ جب ایک Anopheles نسل کی مادہ مچھر اپنے تھوک میں پلازموڈیم کو لئے ہوئے ایک صحت مند شخص کو کاٹتی ہے تو بہت سے پلازموڈیم (جو اس مرحلے پر Sporozoites کہلاتے ہیں) مچھر کے تھوک سے انسان کے خون میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر یہ جگر میں جاتے ہیں اور ۱۲ دنوں تک اپنی تعداد میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔ پھر ہر Sporozoit بے شمار نئے خلیوں میں تقسیم ہو جاتا ہے جو Merozoites کہلاتے ہیں۔ تب یہ خون کے سرخ خلیوں میں داخل ہو کر اپنی تعداد میں اضافہ شروع کر دیتے ہیں۔ جب خون کے سرخ خلئے پھٹتے ہیں تو Merozoies مریض کے خون میں آزاد ہو جاتے ہیں ان آزاد Merozoies میں سے ہر ایک، ایک دوسرے خون کے سرخ خلیہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور ایک خاص وقفے کے بعد (جو کہ Plasmodium کی قسم پر منحصر ہے) ہر ایک Merozote سے درجنوں نئے Merozoites بن جاتے ہیں اور خون کے سرخ خلئے پھٹنے سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح یہ چکر دہراتے رہنے کے بعد بہت جلدی بہت بڑی تعداد میں پلازموڈیم بن جاتے ہیں اور مریض کو سردی سے کپکپی اور پھر بخار آ جاتا ہے اور $106^{o}f$ سے بھی تجاوز کر جاتا ہے۔ مریض سر درد اور کمزوری بھی محسوس کرتا ہے۔ کچھ دیر کے بعد مریض کو پسینہ آتا ہے اور وہ کچھ بہتر محسوس کرتا ہے لیکن کمزوری اور تھکاوٹ ابھی بھی ہوتی ہے اور اگر دوا نہ لی جائے تو بخار بار بار آتا ہے۔

پھر پلازموڈیم کی جنسی تولید شروع ہوتی ہے۔ لیکن ابھی یہ مکمل نہیں ہو پاتی کہ Gemetoyctes (اس مرحلے کے پلازموڈیم) مچھر کے پیٹ میں پہنچ جاتے ہیں۔ پھر یہ میل اور فی میل گیمٹس بناتے ہیں جو مل کر زائیگوٹ بناتے ہیں۔ پھر زائیگوٹ مچھر کے معدہ کی دیواروں میں چلے جاتے ہیں اور اپنے گرد ایک خول بنا لیتے ہیں جن میں بہت سے Sporozoites بنتے ہیں جو خول سے آزاد ہوتے ہی مچھر کے تھوک بنانے والے غدودوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ جب یہ مچھر کسی صحت مند انسان کو کاٹتا ہے تو بہت سے Sporozoites یعنی پلازموڈیم اس کے خون میں منتقل ہو جاتے ہیں اور اس طرح وہ ملیریا میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

کونین کی دریافت

کونین تیرھویں صدی میں اچانک دریافت ہوئی کیونکہ اس زمانہ میں بہت سی اشیاء بطور ادویہ استعمال ہوتی تھیں جب امریکہ دریافت ہوا تو وہاں کے بہت سے پودے یورپ بھیجے گئے تا کہ ان کو ادویہ کے طور پر استعمال کیا جائے۔ انہی پودوں میں سے ایک Quina تھا۔ یہ معلوم ہوا کہ اس پودے کی چھال بخار کا علاج ہے۔ اس طرح اس پودے کی چھال امریکہ سے باہر بھیجی جانے لگی۔ بہت سے بے ایمان سوداگروں نے اس میں ملاوٹ شروع کر دی اور اس کی چھال میں Cinchona پودے کی چھال ملانی شروع کر دی۔ بعد میں ڈاکٹروں کو معلوم ہوا کہ Cinchona کی چھال ملیریا کے لئے مفید ہے اور تجربات سے ثابت ہوا کہ Cinchona میں ایک کیمیائی مرکب Quinine ہے جو ملیریا کا علاج ہے۔ اس طرح کونین کی دریافت ہوئی۔

ملیریا سے بچاؤ کی تدابیر

طفیلی پلازموڈیم کی زندگی کا مطالعہ کرنے پر یہ عیاں ہوتا ہے کہ ملیریا سے نجات کے لئے مچھروں سے چھٹکارا پانا ازبس ضروری ہے۔

۱۔ ایسے علاقے جہاں مچھر جنم لیتے ہیں مثلاً جوہڑ، تالاب، دلدلی علاقے، نالیاں وغیرہ کو خشک کر دیا جائے یا مٹی کے تیل کا سپرے کر دیا جائے کیونکہ مادہ مچھر ٹھہرے پانی میں انڈے دیتی ہے یا پھر کیڑے مار ادویات کا استعمال کیا جائے ۔خیال رہے کہ DDT انسانی صحت کے لئے مضر ہے۔

۲۔ مچھر دانی کا استعمال کیا جائے۔

۳۔ گھروں پر جالیاں لگائی جائیں اور ملیریا کے مریضوں کو جالی دار کمروں میں رکھنا چاہئے تا کہ مچھر انہیں کاٹ کر تندرست آدمیوں تک پلازموڈیم نہ لے جائیں۔

۴۔ ملیریا کے مریضوں کو ادویات دینی چاہئیں مثلاً۔ کونین Resochin ،Poludrin یا Chloroquinine وغیرہ (ڈاکٹر کے مشورہ سے)

ایک وضاحت

ارتقائی نظریہ Evolution کے مطابق آج سے تقریباً پچاس ہزار لاکھ سال پہلے اس زمین پر کوئی ریڑھ کی ہڈی والا جانور نہیں تھا۔ پہلا ہڈی والا جانور چار سو لاکھ سال پہلے ظاہر ہوا جو ایک مچھلی کی طرح تھا۔ تقریباً دو سو پچاس لاکھ سال پہلے اڑنے والے کیڑے پیدا ہوئے۔ اسی طرح کی تاریخ پودوں کی ہے۔ جو آج کل ہمیں چٹانوں میں دبے ہوئے ملتے ہیں۔ جنہیں فوسل Fossil کہتے ہیں۔ یہ جانور اور پودے اس آب و ہوا میں اچھی طرح رہ رہے تھے اور ان کی نسل ان سے بہتر تھی ہر نئی نسل میں اچھے سے اچھے جانور اور پودے پیدا ہوتے گئے۔ مگر جو کمزور تھے یا اس آب و ہوا میں نہ رہ سکتے تھے وہ اس دنیا سے ختم ہو گئے۔ اس طرح ہر نسل ارتقائی منازل طے کرتے ہوئی نئی نسلوں میں بدل گئی۔ اسی طرح یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ آج سے کئی سال پہلے پلازموڈیم کی ایک ہی نسل تھی پھر ارتقاء سے موجودہ نسلیں پیدا ہو گئیں۔ کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ دنیا کے کچھ حصوں میں یہ طفیلی پلازموڈیم ادویات سے بھی نہیں مرتے جب کہ یہی ادویات پہلے ان پر کافی موثر تھیں۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ پرانے پلازموڈیم نے نئی قسم کے پلازموڈیم بنا لئے ہیں جو اپنے آباء کی نسبت کافی قوت مدافعت رکھتے ہیں۔ اس طرح یہ نئے پلازموڈیم نئی آب و ہوا یعنی ادویات جو ان کو مارنے کے لئے استعمال ہوتی ہیں میں رہ کر اچھی طرح پرورش پا سکتے ہیں۔

ملیریا کا ہومیو پیتھک علاج

ہومیو پیتھک علاج میں دراصل جسم کا دفاعی نظام متحرک ہو کر بیماری یعنی پلازموڈیم کے خلاف ردعمل ظاہر کرتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے لیکچرز کے مجموعہ ''ہومیو پیتھی'' میں اس ضمن میں جو بیان فرمایا ہے خلاصۃً پیش ہے۔

چنینیم آرس، چائنا اور آرسنک کا مرکب ہے۔ چائنا (اصل نام سنکونا ہے) سنکونا بارک سے بنائی جاتی ہے جس سے پرانے زمانے میں کونین بنتی تھی...... سرخ خلیوں کو توڑ پھوڑ کر ملیریا کے جراثیم جگر میں واپس چلے جاتے ہیں جو ان کی کمین گاہ ہے۔ ان کے حملہ کے دوران جسم میں شدید سردی کا احساس ہوتا ہے اور جسم کانپنے لگتا ہے۔ جس کے بعد بخار چڑھنا شروع ہو جاتا ہے ۔ ایسی حالت میں ہومیو پیتھک دوا دینا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ ملیریا کی

دوا ہمیشہ اترتے ہوئے بخار میں دینی چاہیئے۔اس وقت وہ خون کو آئندہ جراثیم کے حملہ کے لئے تیار کردیتی ہے۔جگر سے باہر آتے ہی وہ پکڑے جاتے ہیں ...... بخار وقت سے قدرے پہلے (یا بعد میں) آتا ہے لیکن پہلے حملہ سے نسبتاً کم شدید ہوتا ہے۔اور جلد اتر جاتا ہے۔اگلے بخار سے پہلے پھر دوا دیں تو دو تین حملوں کے اندر ملیریا ختم ہوجاتا ہے ......

بخار کی اونچ نیچ، چڑھنے اترنے کے اوقات اور سردی گرمی، بھوک پیاس، دن یا رات کا مرض پر اثر اور موسموں کے اثرات وغیرہ سب امور کا جائزہ لینا ضروری ہے۔مزاج کے مطابق دوا معلوم ہوجائے اور وہ بخار کے دو حملوں کے درمیان یا اترتے بخار میں دی جائے تو حیرت انگیز فائدہ دکھاتی ہے۔ملیریا کے ختم ہونے کے بعد جو بداثرات جسم میں باقی رہ جاتے ہیں۔چیننیم آرس ان کو دور کرنے کی اچھی دوا ہے۔عموماً جگر اور تلی بڑھتے ہیں جلد پر خشکی اور بے رونقی نظر آتی ہے۔سانس بہت چڑھتا ہے، بھوک ختم ہوجاتی ہے، ان علاقوں میں چیننیم آرس بالکل گرے ہوئے مریض کو اٹھا کر آہستہ آہستہ اس کی کھوئی ہوئی طاقتیں بحال کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

چائنا(Cinchona Officinalir) ملیریا بخار کے بعد ظاہر ہونے والے بداثرات (کمزوری) میں بہت مفید ہے۔ مریض سردی میں بھی شدید پیاس محسوس کرے حالانکہ عموماً سردی ہو تو پیاس بالکل غائب ہوجاتی ہے۔بخار شدت سے چڑھ جائے تو پھر دوبارہ سخت پیاس لگتی ہے۔یہ علامتیں موجود ہوں تو چائنا ملیریا کی چوٹی کی دوا ہے لیکن کبھی چڑھتے ہوئے بخار میں نہیں دینی چاہیئے۔دوا دینے کا بہترین وقت وہ ہے جب بخار اتر رہا ہو...... (ورنہ) زندگی خطرہ میں پڑ سکتی ہے۔محض وقت سے پہلے یا بعد میں بخار کا آنا کافی نہیں اس کا پہلے سے کمزور ہونا ضروری ہے ورنہ بعد کے ملیریا کے حملے اس قدر شدت اختیار کرجاتے ہیں کہ یہ صورت حال تیزی سے موت کی طرف لے جاتی ہے ہومیو طرز علاج سے فرق نہ پڑے تو مریض کو ایلوپیتھی کے سپرد کردینا چاہیئے۔

امدادی کتب

1-Sartaj key to biological science(part1)

2-A text book of biology (class xi)

3-ilmi an easy approach to intermediate biology(part1)

4-Homoepathy- vol:1 revised edition(urdu) by Hazrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Massih IV ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

☆☆☆

آ دیکھ تڑپنے کا سماں ہے کہ نہیں ہے

آنکھوں کو بہ اندازِ تغافل کبھی وا کر
کھڑکی سے ترے دِل میں بھی دیکھوں ذرا جا کر
پیغامِ وفا ، سوزِ نہاں ، ہے کہ نہیں ہے
دَر عشقِ منم جانِ تپاں ہے کہ نہیں ہے

کوچے میں ترے آکے لگاتا ہوں صدائیں
خالص ہیں تری راہ میں سب میری وفائیں
یا دلبرا یک سوزشِ دل ، گریہ بکف من
در کوچۂ تُو ذبح بتاں ہے کہ نہیں ہے

سرمہ ہوں تری آنکھ کا سودائی ہوا ہوں
مژگانِ دلآویز کا شیدائی ہوا ہوں
ٹک نالۂ دِل ، کشتہ جگر ، چاک گریباں
آ دیکھ تڑپنے کا سماں ہے کہ نہیں ہے

گریہ سے مَیں یعقوب ہوا اے مرے ہمدم
دیدار کنم ، دیدۂ تر باز نہ کردم
کن سروِ چمن ، نیز کبھی نخلِ تمنا
آنکھوں میں مرے دِل کی زباں ہے کہ نہیں ہے

اِس داغِ جدائی نے مُجھے مار دیا ہے
گُم گشتہ رہائی نے مُجھے مار دیا ہے
جاتی ہے یہ جاں تن سے بصد آہ و فغانم
پیوستۂ فتراک گماں ہے کہ نہیں ہے

ہر ذرہ مرے جسم کا اک آنکھ ہے پیارے
نوروں بھرے دیدار کے تکتا ہوں شرارے
ایں روئے دلآویز ترا ، دیدہ مرا مَن
در آتشِ تن دادِ تواں ہے کہ نہیں ہے

در پردہ پئے درد ہے آزارِ گرانی
جس عشق کا اقرار میں کرتا ہوں زبانی
القصہ مجھے تجھ سے ہے اک ربطِ نہانی
البتہ یہ افتادِ گراں ہے کہ نہیں ہے

ہر تارِ نَفس لالہ ہوا مثلِ چکیدن
کیفیت موآنِ بدن مرغِ تپیدن
اس عشق میں آساں نہیں تن من کا جلانا
ہستی کو مٹانے کا بیاں ہے کہ نہیں ہے

(احمد منیب۔ ایم اے)

محو حیرت ہوں کہ!!

(انتصار احمد ازکی صاحب۔ اسلام آباد)

عزیز دوستو! میں نے اس سے قبل آپ کو احمدیت کی تعلیمات جاننے کی سائٹ www.ahmadiyya.com بتائی تھی اور اسے بہتر بنانے کے لئے ساتھ ہی مشورہ بھی مانگا تھا۔ اب ہم آپ کو مختلف مذاہب کی معلومات حاصل کرنے کے لئے سائٹس بتاتے ہیں

www.muslimdirectory.co.uk
www.islaam.com
www.hindunet.org - www.church_of_england.org
www.vatican.va -www.uctaa.org
www.jewish.co.uk- www.sikhs.org

اس کے علاوہ بی بی سی کی ویب سائٹ www.bbc.co.uk/worldservice\people\features\world-religions پر بھی موجود مذاہب کے بارے میں معلومات ملتی ہیں۔

داخلہ کے متعلق معلومات

اس مقصد کے لئے آپ www.infozee.com کی سائٹ پر جائیں اور دنیا بھر کی یونیورسٹیز کے داخلہ کے متعلق معلومات حاصل کریں۔

نوٹس کی معلومات طالبعلموں کی پہنچ میں

نوٹس حاصل کرنے کے لئے طالب علم ایک دوسرے کی مدد لیا کرتے ہیں۔ مگر انٹرنیٹ نے یہ سہولت بھی مہیا کر دی ہے کہ مختلف مضامین کے نوٹس آپ کو گھر بیٹھے مل سکتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے کسی طالب علم یا استاد کے گھر نہیں بلکہ محض www.apnafuture.com کی سائٹ پر جائیں اور اپنے مطلوبہ نوٹس حاصل کریں اور مختلف یونیورسٹیز کی معلومات بھی حاصل کریں۔

سکالرشپ کے متعلق معلومات

اس مقصد کے لئے آپ www.college- scolarships.com، www.scholarships.com اور www.education.com کی سائٹس پر جائیں اور دنیا بھر کی یونیورسٹیز اور ان کے سکالرشپس کے متعلق معلومات حاصل

کریں۔

ہومیو پیتھک ڈاکٹری

یہ معلومات آپ www.homeo.net پر لے سکتے ہیں۔ اس پر "ای کلینک" کے نام سے آپ کے لئے مفت سروس بھی مہیا کی گئی ہے۔

مشغلہ اپنا اپنا

جی ہاں ساتھیو! پہلے آپ کو ٹکٹیں اکٹھی کرنے کے مشغلے کی سائٹ www.stanleygibbons.co.uk دی گئی تھی۔ اب ہم آپ کو باغبانی کے مشغلے کی سائٹس بتلاتے ہیں۔

www.familygardening.com

www.bhg.comwww.digmagzine.com-www.gardenretreat.com

www.mygarden.cjb.net پر آپ گھر بیٹھے بہترین باغبانی کے طریق سیکھ سکتے ہیں۔

کھیل اپنی اپنی پسند کا

کھیلوں سے لطف اندوز ہونے کے لئے پچھلے مضمون میں آپ کو فٹبال کے لئے

www.football365.com

اور کرکٹ کے لئے

www.cricket365.com سائٹ بتائی گئی تھی۔ اب آپ ہاکی سے www.fihockey.org پر اور اسکوائش سے www.squashnow.com پر لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ عام کھیلوں میں دلچسپی رکھنے والوں کے لئے بھی www.khel.com اور www.gamesville.com سائٹس بنائی گئی ہیں۔

گریٹنگ کارڈز دیکھنے کے لئے

گریٹنگ کارڈز آپ کو

www.greetinggrams.com سائٹ پر، www.orangepie.com پر اور www.passionup.com سائٹ پر ملیں گے۔

بچوں کے لئے دلچسپ چیزیں

سابقہ مضامین میں آپ کو بچوں کے لئے بھی دلچسپ اور معلوماتی سائٹس بتائی گئی تھیں۔ امید ہے آپ نے انہیں بڑا مفید پایا ہوگا۔ اب ذرا www.kinderart.com، www.disney.go.com/worldsofdisney اور www.mamamedia.com کی سائٹس بھی دیکھ لیں، بڑا لطف دیں گی۔ بچوں کے لئے آپ کو ایک سائٹ دی

تھی۔اس میں تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ www.kidzklub.com اور www.kidsworld.org بھی انجوائے کر سکتے ہیں۔

روزانہ کی خبروں کی ''خبر'' لینے کے لئے

جی ہاں اگر آپ کا دل چاہتا ہو کہ آپ روز کا کام روز کریں اور روز کی خبر روز رکھیں تو اس کے لئے
www.urdupoint com,www.sundaytimes.co.uk,www.arabnews.com
www.rediff.com,www.karachi.com
اور www.jang.com.pk کی سائٹس ترتیب دی گئی ہیں۔

ہفتہ بھر کی خبر ''رکھنے'' کے لئے

جی ہاں! اگر آپ سستی کے مارے روز کا کام روز نہیں کر سکتے اور روز کی خبر روز نہیں رکھ سکتے تو چلیں نہ سہی (ویسے توقع نہیں ہے کہ آپ اتنے سست خادم ہوں گے) مگر ہم یہ بالکل نہیں کہیں گے کہ جائیں جی ہم نہیں کھیلتے، بلکہ ہم کھیلیں گے اور ضرور کھیلیں گے لہذا ہم ہفتہ بھر کا کھیل اکٹھے ہی کھیلنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ اس مقصد کے لئے آپ www.hipakistan.com کی سائٹ پر ہمارے ساتھ ''متھہ'' لگا سکتے ہیں۔

موسم کا حال خود دیکھیں

جی ہاں! بارش، دھوپ، آندھی یا بادِ نسیم کی خبر آپ www.karachi.com پر لے سکتے ہیں۔

اپنی ویب سائٹ بنائیں

آپ نے ویب سائٹ کبھی نہیں بنائی، کیونکہ بنانی ہی نہیں آتی۔ خیر کوئی بات نہیں۔ www.geocities.com کی سائٹ پر جائیں اور ڈھیروں ویب سائٹس خود بنائیں۔

اپنی زبان میں ای کارڈ اور ویب پیج بنایئے

جی ہاں! ساتھیو دنیا بھر میں سب سے زیادہ بولی اور لکھی جانے والی ساٹھ زبانوں میں جدید خط و کتابت یعنی ''ای میل'' کرنے کے لئے ویب سائٹ بنادی گئی ہے۔ ان ساٹھ بڑی زبانوں میں عربی، اردو، پنجابی، گجراتی، فارسی، ہندی، جاپانی، روسی اور ترکی شامل ہیں۔ یہ ویب سائٹ www.Langoo.com کے نام سے بھارتی نژاد امریکی طالب علموں نے بنائی ہے جس میں صرف اور صرف اپنی زبان میں ای میل لکھنے اور پڑھنے کی سہولت مہیا کی گئی ہے۔ اس وقت صارفین کے لئے چیٹنگ ای کارڈ (E-cards) اور ذاتی ویب پیج (personal page) بنانے کی سہولتیں بھی موجود ہیں۔

☆☆☆

شیخ غلام ہمدانی مصحفی

(مکرم فرخ شاد صاحب)

بنیادی تعارف

شیخ غلام ہمدانی مصحفی کے والد کا نام شیخ ولی محمد تھا جو امروہہ کے رہنے والے تھے۔ان کا خاندان امروہہ میں ایک ممتاز حیثیت رکھتا تھا۔

پیدائش و تعلیم

مصحفی ۱۱۶۱ھ بمطابق ۱۹/اپریل ۱۷۴۸ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی عمر امروہہ میں ہی گزاری۔آغازِ جوانی میں وطن چھوڑ کر ۱۱۹۰ھ میں دہلی آئے جہاں تکمیل علم اور شعر و سخن کی طرف مائل ہوئے۔مطالعہ اور کتب بینی کا اسقدر شوق تھا کہ کتابیں مستعار لے کر پڑھتے تھے اور بطور خلاصہ اپنی یادداشت کے طریقہ پر لکھتے جاتے تھے۔

شعر گوئی میں شہرت

طبیعت میں موزونیت خداداد تھی اس پر مشق سخن کی کثرت، نتیجہ یہ ہوا کہ بہت جلد ہی شعر گوئی میں خاصی شہرت حاصل کر لی۔خود مشاعرہ بھی کرتے تھے، جن میں سب شعراء اور معززین شامل ہوتے تھے۔

مختصر حالاتِ زندگی

دہلی پر افلاس کا دور دورہ تھا جب کہ لکھنؤ میں سخاوت کی گنگا بہہ رہی تھی جس نے مثل اور شعراء کے، مصحفی کو بھی اپنی طرف مائل کیا۔لہذا دہلی کو چھوڑ کر نواب آصف الدولہ کے زمانہ میں لکھنؤ آ گئے۔یہاں سال بھر کے قیام کے بعد دوبارہ دہلی چلے گئے۔اپنے کلام میں اکثر دہلی کے رہنے کا فخر کیا کرتے تھے۔

دلی کہیں جس کو زمانے میں مصحفی
میں رہنے والا ہوں اسی اُجڑے دیار کا

کچھ دنوں کے بعد آب و دانہ کی کشش ان کو اس اُجڑے بجڑے دیار سے نکال کر لکھنؤ کھینچ لائی اور تادم آخر وہیں مقیم رہے اور کثرتِ مشق سے اپنی استادی کو مسلم الثبوت کیا۔اُن کے فن کی بہت قدر کی گئی یہاں تک کہ زمانے نے انہیں جگت اُستاد تسلیم کیا۔

وفات

مصحفی نے ۷۶ برس کی طویل عمر پا کر ۱۲۴۰ھ بمطابق ۱۸۲۴ء میں لکھنؤ ہی میں انتقال کیا جب کہ آٹھواں دیوان ترتیب دے رہے تھے۔

تصانیف

مصحفی اُردو اور فارسی دونوں کے پر گو شاعر تھے۔آٹھ اردو اور تین فارسی دیوان ان کی یادگار ہیں جن سے ان کی پر گوئی کا آسانی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ان کے ایک شاگرد اسیر لکھتے ہیں۔

ہندی میں آٹھ دیوان لکھے اسیر کیسے
ہے روضۂ مثمن ، کیا خوب مصحفی کا

اس پر لطیفہ یہ ہے کہ ہزاروں شعر قیمت لے کر بیچ ڈالتے تھے، جن کو لوگ اپنے نام سے مشاعروں میں پڑھتے تھے۔

تذکرے

مصحفی نے دو تذکرے بھی لکھے۔ایک تذکرہ فارسی شعراء کا اور ایک اُردو شعراء کا فارسی زبان میں لکھا، جس میں تقریباً ساڑھے تین سو شعراء کا ذکر ہے۔ مصحفی چونکہ استادوں

کے زمانہ سے قریب تھے اور سن رسیدہ لوگوں کی صحبت کے مواقع حاصل تھے اس لئے اچھے حالات بہم پہنچائے ہیں۔ اپنے معاصرین کا خصوصیت کے ساتھ مفصل ذکر کیا ہے اور کلام کے نمونے بھی دیئے ہیں۔

علاوہ ازیں شاہنامہ کا ایک حصہ بھی لکھا جس میں شاہ عالم کے خاندان تک حالات درج ہیں۔

خصوصیات

۱۔ مصحفی کی سب سے بڑی صفت حد درجہ زود گوئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اسی زود گوئی کی بنا پر ان کے کلام میں ناہمواری پیدا ہوگئی ہے کیونکہ اس سے انہیں زیادہ جانکاہی اور غور و فکر کا موقع نہیں ملا۔

۲۔ دوسری خصوصیت ان کی یہ ہے کہ وہ مسلم الثبوت جگت استاد تھے۔ اس کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتا ہے کہ جس پایہ کے ان کو شاگرد ملے وہ خود اپنے وقت کے مستند استاد تھے مثلاً۔ آتش۔ خلیق۔ ضمیر۔ اسیر وغیرہ۔

۳۔ تیسری خصوصیت یہ ہے کہ قواعد نظم کے یہ نہایت سخت پابند رہے۔

۴۔ مصحفی کے شعری مزاج کی دہلی ہی میں صورت پذیری ہو چکی تھی لیکن لکھنو کے ماحول، درباداری کے تقاضوں اور سب سے بڑھ کر انشاء اللہ خان انشا سے مقابلوں نے انہیں لکھنوی طرز اپنانے پر مجبور کیا۔ یوں دہلویت اور لکھنویت کے امتزاج نے شاعری میں شیریں نمکینی پیدا کر دی۔

۵۔ مصحفی نے اردو زبان کی اصلاح میں کافی حصہ لیا۔ بہت سے الفاظ اور عیوب مثلاً شتر گربہ وغیرہ نکال ڈالے لیکن ایسے الفاظ رائج بھی کر دیئے جو مقامی ہیں مثلاً سپاٹ، پوٹ وغیرہ۔

انداز کلام

کہا جاتا ہے کہ مصحفی کا کوئی خاص رنگ نہیں۔ کہیں سوز کا انداز ہے۔ کہیں میر کی تقلید، کہیں جرأت کی شوخی ہے تو کہیں سودا کا ڈھنگ ہے۔ گو طبعاً سنجیدہ مزاج تھے لیکن انشا کی ظرافت نے ان کو بھی جواب دینے پر مجبور کر دیا۔ اس وجہ سے ان کے کلام کا ایک حصہ سید انشاء کے رنگ کا ہے۔

نمونہ کلام

ترے کوچے اس بہانے ہمیں دن سے رات کرنا
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اُس سے بات کرنا

☆☆☆

دن جوانی کے گئے موسمِ پیری آیا
آبرو خواب ہے اب وقتِ حقیری آیا
سبقِ نالہ تو بُلبل نے پڑھا مجھ سے و لے
نہ اُسے قاعدۂ تازہ صفیری آیا

☆☆☆

سرِ شام اُس نے منہ سے جو رخِ نقاب اُلٹا
نہ غروب ہونے پایا وہیں آفتاب اُلٹا
ترے آگے مہر تاباں ہے زمیں پہ سربسجدہ
یہ ورق ہے گنجفہ کا نہیں آفتاب اُلٹا
یہ نقاب پوش قاتل کوئی زور ہے کہ جس نے
کئے خون سینکڑوں اور نہ ذرا نقاب اُلٹا
نہیں جائے شکوہ اس میں ہمیں مصحفی ہمیشہ
کہ زمانہ کا رہا ہے یونہی انقلاب اُلٹا

☆☆☆

پیری سے ہوگیا ہے یوں دل کا داغ ٹھنڈا
جس طرح صبح ہوتے کردیں چراغ ٹھنڈا
بُلبل کے گرم نالے جب سے سنے ہیں اُس نے
دیوارِ گلستاں پر بولے ہے زاغ ٹھنڈا
صرصر سے کم نہیں کچھ وہ تیغِ تیز جس نے
لاکھوں کا کردیا ہے دم میں چراغ ٹھنڈا

گرمی کی رُت ہے ساقی اور اشکِ بلبلوں نے
چھڑکاؤ سے کیا ہے سب صحنِ باغ ٹھنڈا

☆☆☆

اے دل! اک روز ہم اپنا بھی جگر دیکھیں تو
تیر مژگاں کا ہدف سینے کو کر دیکھیں تو
ابر سے آج مجھے دعوئے خوں باری ہے
رنگ کیا لاتے ہو اے دیدۂ تر! دیکھیں تو
کرتے ہیں دعوئے اعجازِ مسیحا لبِ یار
کیا تعجب ہے جلا دیں کبھی مر دیکھیں تو

☆☆☆

ہیں کھلے چاکِ قفس لیک گلستاں میں ہمیں
حکمِ صیاد نہیں گل پہ نظر کرنے کو
ان دنوں بس کہ زمانے میں نہیں قدرِ ہنر
ہم سمجھتے ہیں ہنر ترکِ ہنر کرنے کو
مصحفی! یوں تو سبھی شعر و سخن کہتے ہیں
چاہیے لطفِ سخن دل میں اثر کرنے کو

☆☆☆

دل بستگی ہے مجھ کو گل و گلستاں کے ساتھ
گو تلخ بولے، کام ہے کیا باغباں کے ساتھ
البتہ کارِ سہل نہیں تیری دوستی
دشمن کوئی ہو کیونکہ بھلا اک جہاں کے ساتھ

☆☆☆

کون عہدِ وفا اس بتِ سفاک سے باندھے
سر کاٹ کے عاشق کا جو فتراک سے باندھے
مژگان نہ کبھی سدِّ رہِ اشک رواں ہوں
دریا کو نہ کوئی خس و خاشاک سے باندھے
اے مصحفی! شاعر وہی جو ایسی زمیں میں
مضمون نئے قوتِ ادراک سے باندھے

☆☆☆

پڑا رہتا ہوں اکثر راہ میں دامن درازوں کی
یہ سر مشتاق ہے کیا جانے کن پاؤں کی ٹھوکر کا
مری آنکھوں سے گر پڑتے ہیں آنسو بیچ مجلس کے
چھلکنا جبکہ ساقی مجھ کو یاد آتا ہے ساغر کا
وہ صید سخت جاں ہوں مَیں کہ جس کی سخت جانی سے
ہوا جاتا ہے دم برگشتہ وقتِ ذبح خنجر کا
وہ خاکستر نشیں ہوں میں کہ مثلِ اخگرِ آتش
نہ مجھ کو فکر بالا پوش کا ہے اور نہ بستر کا

☆☆☆

کیا جانے کیا کرے گا یہ دیدار دیکھنا
اک دن میں آئینہ اسے سو بار دیکھنا
کیسی ہے اس کی ابروئے خمدار دیکھنا
لینی ہے مول اس کی یہ تلوار دیکھنا
یاں حسن کو ہے عشق سے آفت لگی ہوئی
ظالم کوئی نہ ہو جو طرح دار دیکھنا
کھینچے ہیں اپنی طرف زلف و خال وخط
کتنے ہیں ایک دل کے خریدار دیکھنا
عالم کو اک نگہ سے کیا تو نے قتل عام
ظالم ٹک اس طرف بھی تو یکبار دیکھنا
جاتی ہے ان کے ساتھ چلی جانِ عاشقاں
ان خوش قدوں کی خوبیٔ رفتار دیکھنا

☆☆☆

رونے سے سوزِ داغِ جگر دور ہوگیا
اس حق میں اشک مرہم کافور ہوگیا
اب در تک اس کے اپنی رسائی ہو کس طرح
سب کوچہ داد خواہوں سے معمور ہوگیا
ساقی خبر لے جلد کہ کل آئینے میں شوخ
آنکھوں کو اپنی دیکھ کے مخمور ہوگیا

☆☆☆

کیوں تو دنیا میں کیا نہیں ملتا
پر دلِ باصفا نہیں ملتا
اور سب کچھ ملے ہے دنیا میں
لیکن اک آشنا نہیں ملتا
درد و غم کو بھی ہے نصیبہ شرط
وہ بھی قسمت سوا نہیں ملتا

☆☆☆

ہے خوش آئند یار کا آنا
موسمِ نو بہار کے مانند
اشک آنکھوں سے میری گرتے ہیں
دانہ ہائے انار کے مانند
آخرِ عیش لذتِ دُنیا
ہے نشے کے اُتار کے مانند

☆☆☆

دھویا گیا تمام ہمارا غبارِ دل
گریے نے دل سے خوب نکالا بخارِ دل
مجبور ہوں میں کیونکہ کروں ضبطِ گریہ آہ
نے اختیارِ چشم ہے، نے اختیارِ دل
رازِ دل اپنا کس سے کہوں ہائے مصحفی
ملتا نہیں کوئی مجھے تو راز دارِ دل

☆☆☆

واں تغافل نے اپنا کام کیا
یاں رہے مہر کے گماں میں ہم
آسماں کو نشانہ کرتے ہیں
تیر رکھتے ہیں جب کماں میں ہم
گر یہی آہ ہے تو دیکھو گے
رخنے کر دیں گے آسماں میں ہم
شاخ گل کے گلے سے لگ لگ کر
روتے ہیں موسمِ خزاں میں ہم

مصحفی! عشق کرکے آخر کار
خوب رسوا ہوئے جہاں میں ہم

☆☆☆

آتا ہے کس انداز سے ٹک ناز تو دیکھو
کس دھج سے قدم پڑتا ہے، انداز تو دیکھو
یک جنبش لب اس کی نے لاکھوں کو جلایا
عیسیٰ کو یہ قدرت تھی تم اعجاز تو دیکھو

☆☆☆

ہم اسیرانِ قفس لطفِ چمن کیا جانیں
کون لے جاتا ہے ہم کو گل و گلزار کے پاس
جو مرے حال کو سنتا ہے وہ رو دیتا ہے
ہائے لے جاؤں یہ غم کون سے غمخوار کے پاس

☆☆☆

ہم تو ترسے ہیں صنم اک نگہِ دور کو بھی
بخت اُن کے ہیں جو ہر دم ترے ہمسائے ہوئے

☆☆☆

وہ جو ملتا نہیں ہم اس کی گلی میں دل کو
درو دیوار سے بہلا کے چلے آتے ہیں

امدادی کتب

۱۔آب حیات۔محمد حسین آزاد ۲۔ ہسٹری آف اُردو لٹریچر۔ رام بابو سکسینہ ۳۔مختصر تاریخ اردو ادب۔ ڈاکٹر سید اعجاز حسین ۴۔اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ۔ ڈاکٹر سلیم اختر ۵۔کلیات مصحفی

☆☆☆

طنز و مزاح

(مظفر احمد شہزاد۔ کنری)

ایک صاحب ہمارے دور پار کے عزیز ہوتے ہیں۔ پیشے کے اعتبار سے حکیم ہیں۔ ان کا انداز میزبانی سب سے نرالا ہے۔ وہ محض گفتگو کی حد تک آپ کی ہر قسم کے مشروبات اور اشیائے خورد و نوش سے تواضع کریں گے۔ اگر گرمیوں کے موسم میں ان کے ہاں جانے کا اتفاق ہو تو چھوٹتے ہی پوچھیں گے: "کیوں صاحب صندل کا شربت چلے گا؟"

"نہیں ماموں جان تکلف مت کریں" ہم رسماً کہہ دیتے ہیں۔ "تو بھئی شربت نیلوفر پی لو"۔

"رہنے دیں ماموں جان" ہم پھر تکلف برتتے ہیں۔ "اچھا پھر آم کا سکوائش پی لو"۔ یہ سن کر ہم خاموش ہو جاتے ہیں۔ دراصل ہماری خاموشی سے رضامندی کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ ماموں جان قدرے توقف کے بعد فرماتے ہیں۔

"معلوم ہوتا ہے مشروبات تم کو پسند نہیں ہیں۔ اچھا بھئی لانا ذرا سادہ پانی کا ایک گلاس"۔

ایک دفعہ ہم نے ڈھیٹ بن کر کہہ دیا: "جی ہاں آلو بخارے کا شربت پی لیں گے"۔

یہ سن کر سوچ میں پڑ گئے۔ پھر بولے "صاحب آپ نے کیا کہا؟ جی میں نے آلو بخارے کا شربت پینے پر رضامندی ظاہر کی تھی"۔ ہم نے مزید ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دل میں ٹھانی کہ آج تو شربت پیئے بغیر گھر نہیں جائیں گے۔ اب وہ فرماتے ہیں۔ "صاحب کیا ہم نے اس ضمن میں آپ سے کچھ پوچھا تھا؟ معاف کرنا دراصل ہمیں کچھ یاد نہیں رہتا"۔

ہم جواب دیتے ہیں۔ "جی ہاں آپ ہی نے تو ہم سے پوچھا تھا"۔ "اچھا تو برخوردار آپ واقعی آلو بخارے کا شربت پینا چاہتے ہیں"۔ "جی ہاں" ہم نے کہا۔

"گویا کہ آپ احمق ہیں" وہ فرماتے ہیں۔

"جی؟" اس انکشاف پر ہم چونک پڑتے ہیں۔

صاحب۔ "اوّل تو یہ کہ آلو بخارے کا موسم ہی نہیں۔ پھر شربت کہاں سے آئے گا۔ دوئم یہ کہ صاحب آلو بخارا نہایت واہیات پھل ہے نجانے کس نامعقول نے اس کا شربت ایجاد کیا ہے۔ اور ان سب باتوں کو نظر انداز کر بھی دیا جائے تو سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ آلو بخارا کھٹا ہوتا ہے۔ شربت پی کر خواہ مخواہ گلا خراب ہو جائے گا"۔

ان کی تقریر ابھی جاری ہے کہ ہم اکتا کر بات کاٹ دیتے ہیں۔ "ہم نے تو یونہی کہہ دیا تھا۔ ہمارا شربت پینے کو ہرگز دل نہیں کر رہا ہمارا گلا پہلے ہی خراب ہے"۔

ہاں برخوردار! تم پر احتیاط لازم ہے ورنہ زکام بگڑ کر نمونیہ ہو جاتا ہے اور نمونیہ سے تو خدا ہر بندہ کو بچائے۔ اس موذی مرض سے تو کوئی قسمت والا ہی صحت یاب ہوتا ہے۔ میاں اس حال میں آلو بخارے کا شربت کا پینا گویا اپنی وفات کا بندوبست کرنا ہے۔ نہ ___ یہاں ابھی تو تمہارے کھیلنے کھانے کے دن ہیں۔ آلو بخارے کا شربت ہرگز نہ پینا۔ قوم کو تمہاری ضرورت ہے"۔ "اچھا اب اجازت دیں"۔ ہم جھلا کر اٹھنے لگتے ہیں۔

"نہیں نہیں میاں بیٹھو تو سہی! ابھی ہم تمہیں بادام کا شربت پلائیں گے۔ دماغ کو طاقت دیتا ہے مقوی قلب ہے۔ جگر کو تازگی عطا کرتا ہے"۔

"نہیں اب اجازت دیں۔ پھر کبھی سہی"۔

یہ کہہ کر ہم اُٹھ کر چلے آتے ہیں۔ (ماخوذ)

☆☆☆

تبصرہ کتب

''شہدائے احمدیت''

خاکسار کے پیش نظر اس وقت تبصرہ کے لئے مکرم ابوالعارف سید سلیم شاہجہان پوری کی کتاب شہدائے احمدیت (حصہ اوّل) یا آئینہ حقائق ہے۔ مکرم سید سلیم شاہجہان پوری صاحب اس لحاظ سے کسی تعارف کے محتاج نہیں کہ وہ اردو نظم و نثر میں بڑا نام رکھتے ہیں کئی کتابوں کے مصنف ہیں جماعتی اور غیر جماعتی رسائل میں گاہے گاہے ان کے شہ پارے زیب قرطاس بنتے رہتے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب انہوں نے جماعت احمدیہ کی قربانیوں کی تاریخ کے حوالے سے رقم کی ہے۔ کتاب کو انہوں نے 11 ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

باب اوّل میں بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ کے حالات زندگی بیان کئے ہیں جو کہ آپؑ نے اپنی کتاب ''کتاب البریہ'' میں درج فرمائے ہیں۔ باب دوم میں معاندین احمدیت کے تبصروں کا ذکر ہے کہ انہوں نے مخالفت احمدیت میں کیا کیا فتوے دیئے اور کیسی زبان استعمال کی۔

باب سوم میں مصنف نے علماء کے آپس میں جاری ہونے والے کفر کے فتاویٰ کا ذکر کیا اور بتایا کہ اس تکفیر بازی کے چکر نے کسی کو بھی دائرہ اسلام میں نہ رہنے دیا مگر یہ تمام لوگ جماعت احمدیہ کے خلاف متحد نظر آتے ہیں۔

باب چہارم میں برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی حالت زار کا ذکر علامہ اقبال اور سر سید احمد خان کی زبان سے کیا ہے۔

باب پنجم میں استحکام دین اور قرآن مجید کی حفاظت کو موضوع بنایا۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے عظیم نشان رمضان میں کسوف و خسوف کا ذکر ہے اور ساتھ ساتھ مجدد دین امت کی فہرست دی گئی ہے۔

باب ششم میں تحریک پاکستان میں حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ اور حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کی مساعی جمیلہ کا ذکر ہے۔

باب ہفتم تا نہم میں ۵۳ء کی ناکام خونین تحریک، ۱۹۷۴ء میں جماعت کے خلاف ظالمانہ کارروائی اور مخالفین کا عبرتناک انجام، جماعت احمدیہ کی تائید میں خدائی نشانات، ۱۹۸۴ء کا بدنام زمانہ آرڈیننس، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ضیاء الحق کو آخری انتباہ اور اس کے انجام کے واقعات پر تفصیلی بحث کی اور اس تمام عرصے پر مشتمل واقعات کو یکجا کر دیا گیا ہے۔

باب دہم میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پاکستان سے لندن ہجرت کے واقعات قلمبند کئے گئے ہیں۔ اور اس ہجرت کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کو ملنے والی کامیابیاں تحریر کی گئی ہیں۔ ان تمام ممالک کی فہرست جہاں جماعت احمدیہ (دین حق) کے علم بلند کر چکی ہے درج کی ہے۔

آخری باب میں جماعت کے خلاف آرڈیننس نمبر XX کی تفصیلات درج ہیں اور کتاب کے اختتام میں صد سالہ جشن تشکر پر Canada کے گورنر جنرل اور دیگر عمائدین سلطنت کے پیغامات تہنیت کی نقول شامل کتاب کی گئی ہیں۔ اس کتاب میں فاضل مصنف نے کتاب شہدائے احمدیت کے لئے تمہیدی ابواب تحریر کئے ہیں اور شہدائے احمدیت کا ذکر ان ''تمہیدی ابواب'' کے بعد اگلی جلد یا جلدوں میں آئے گا اس لئے اس کتاب کا نام شہدائے احمدیت (حصہ اوّل) یا آئینہ حقائق رکھا ہے۔ اس کتاب کے ۴۷۴ صفحات ہیں اور اسے شاہد پرنٹنگ سروسز کراچی نے شائع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قارئین کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید اور ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین

(م۔ا۔ن)

☆☆☆

ہمارا سچا خدا بے شمار برکتوں والا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''اس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرّہ ذرّہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک رُوح اور ہر ایک ذرّہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے اور نہ اس کے تصرّف سے۔ نہ اس کے خَلق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو ہم نے ایسے رسولؐ کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا۔ اُس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقشِ وجود نہیں پکڑا اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بے شمار برکتوں والا ہے اور بے شمار قدرتوں والا اور بے شمار حسن والا، احسان والا۔ اس کے سوا کوئی اور خدا نہیں''۔

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱۹ ''نسیم دعوت'' صفحہ ۳)

Monthly KHALID C. Nagar
Editor:
IsfandYar Muneeb
April 2002
Regd. CPL # 139

مجھے آ کے دو سہارا مجھے تھام لو خدارا

بہیں اشک کیوں تمہارے انہیں روک لو خدارا
مجھے دکھ قبول سارے یہ ستم نہیں گوارا

ہو کسی کے تم سراپا مگر آہ کیا کروں میں
میری رُوح بھی تمہاری میرا جسم بھی تمہارا

مَیں غم و اَلم کی موجوں سے اُلجھ رہا ہوں تنہا
مجھے آ کے دو سہارا مجھے تھام لو خدارا

میری دل شکستگی پر مجھے غرقِ غم سمجھ کر
وہ جو ایک آرزو تھی وہی کر گئی کنارا

مجھے اِذنِ مرگ دے کر وہ اُفق پہ چاند ڈوبا
وہ مرا نصیب لے کر کوئی بُجھ گیا ستارا

لو ڈھلک گیا وہ آنسو کہ جھلک رہا تھا جس میں
تری شمع رُخ کا پَرتَو ترا عکس پیارا پیارا

ہے مجھے تلاش اُس کی جو کبھی کا کھو چکا ہے
مجھے جستجو کا کر کے کہیں دُور سے اشارا

مجھے چھوڑ کر گئے ہو میرا صبر آزمانے
تو سنو کہ اب نہیں ہے مجھے ضبط غم کا یارا

(کلام طاہر)